بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 27

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ایڈیٹر
منصور احمد

www.akhbarbadr.in

27 ذوالحجہ 1445-46 ہجری قمری • 04 / وفا 1403 ہجری شمسی • 04 جولائی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ
حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ؕ
وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ
لَہٗ ۚ وَمَا لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۲﴾

(سورہ رعد، آیت 12)

ترجمہ : یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو اُنکے نفوس میں ہے اور جب اللہ کسی قوم کے بد انجام کا فیصلہ کرلے تو کسی صورت اسکا ٹالنا ممکن نہیں اور اسکے سوا ان کیلئے کوئی کارساز نہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 / جون 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اُونٹ کی سرشت میں اِتباعِ امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے

سب اُونٹ اُس اُونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے

پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

فرمایا: قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ (الغاشیۃ:۱۸) یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اُونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے۔ اس میں کیا سِرّ ہے؟ کیوں اِلَی الۡجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَمَل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا، اس لیے اِبِل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اتباعِ امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے پس دنیا کے سفر کو قطع کرنیکے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے طیار اور محتاط رہنا چاہیے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی (البقرۃ:۱۹۸)

یَنۡظُرُوۡنَ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباعِ امام کی قوت ہے اسی طرح پر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اتباعِ امام اپنا شعار بناوے کیونکہ اونٹ جو اسکے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ کَیۡفَ خُلِقَتۡ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبِل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 18، ایڈیشن 2018، قادیان) ☆☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلسلہ کے اموال کی حفاظت کی اہمیت اور ناجائز تصرف پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انذار

(2597) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اَزد میں سے ایک شخص کو جسے ابن اُتبیہ کہتے تھے، زکوٰۃ وصول کرنے پر (کارکن) مقرر فرمایا۔ جب وہ آیا تو اس نے کہا: یہ تو آپ کا ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر وہ اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر ہی کیوں نہ بیٹھا رہا اور پھر دیکھتا اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کوئی بھی تم میں سے (اس زکوٰۃ کے مال سے) کچھ لے گا تو وہ ضرور ہی قیامت کے دن اپنی گردن پر اس (مال) کو اٹھائے ہوئے آئے گا۔ اگر اُونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا، یا گائے ہوگی تو وہ بائیں بائیں کر رہی ہوگی، یا بکری ہوگی تو وہ مَیں مَیں کر رہی ہوگی۔ پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے، یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کی بغلوں کی سپیدی دیکھ لی۔ (آپؐ نے فرمایا:) اَے میرے اللہ! کیا میں نے تیرے حکم کو پہنچا دیا ہے۔ اَے میرے اللہ! کیا میں نے تیرے حکم کو پہنچا دیا ہے۔ یہ فقرہ تین دفعہ فرمایا۔ (بخاری کتاب الھبہ)

......☆......☆......☆......

حج میں بھی جب تک تقویٰ اور خشیت اللہ کو مدّنظر نہ رکھا جائے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا

انسان اپنے تمام کاموں میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مدّنظر رکھے ورنہ وہی نیکی اس کیلئے ہلاکت اور عذاب کا باعث بن جائیگی

اگر کوئی شخص محض اس لئے حج پر جاتا ہے کہ اس کا لوگوں میں اعزاز بڑھ جائے یا رسم و رواج کے ماتحت جاتا ہے یا اس لئے جاتا ہے کہ لوگ اُسے حاجی کہیں تو وہ اپنا پہلا ایمان بھی مٹا کر آئیگا

کئی لوگ حج کی خواہش تو رکھتے ہیں مگر وقت پر اُسے پورا نہیں کرتے اور اس طرح وہ ایک بہت بڑی نیکی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پس جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطا فرمائی ہو وہ حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کی کوشش کریں مگر حج میں بھی جب تک تقویٰ اور خشیۃ اللہ کو مدّنظر نہ رکھا جائے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ میں جب حج کرنے کیلئے گیا تو سورت کے علاقہ کے ایک نوجوان تاجر کو میں نے دیکھا کہ جب وہ منیٰ کی طرف جا رہا تھا تو بجائے ذکر الٰہی کرنے کے اردو کے نہایت ہی گندے عشقیہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا اتفاق کی بات ہے کہ جب میں واپس آیا تو جس جہاز میں مَیں سفر کر رہا تھا اُسی جہاز میں وہ بھی واپس آ رہا تھا ایک دن میں نے موقعہ پا کر اُس سے پوچھا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ حج کیلئے کیوں آئے تھے۔ میں نے تو دیکھا ہے کہ آپ منیٰ کو جاتے ہوئے بھی ذکر الٰہی نہیں کر رہے تھے۔ اُس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں حاجی کی دوکان سے لوگ سودا زیادہ خریدا کرتے ہیں جہاں ہماری دوکان ہے اُس کے بالمقابل ایک اور شخص کی دوکان بھی ہے۔ وہ حج کر کے گیا اور اُس نے اپنی دوکان پر حاجی کا بورڈ لگا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے گاہک بھی اُدھر جانے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر میرے باپ نے مجھے کہا کہ تُو بھی حج کر آ تا کہ واپس آ کر تُو بھی حاجی کا بورڈ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ 7 جون و 14 جون 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
واقفاتِ نو لجنہ اماء اللہ امریکہ کی حضور انور سے ملاقات
جنازہ حاضر و غائب۔ وصایا، نظمیں، اعلان نکاح
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

- صلوٰۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے رحم کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور جب ملائکہ کے لئے استعمال ہو تو اس وقت اس کے معنے استغفار کے ہوتے ہیں اور جب مومنوں کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے دعا یا نماز کے ہوتے ہیں اور جب پرند اور حشرات کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے تسبیح کرنے کے ہوتے ہیں*
- جب صَلَّى فعل کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات ہو تو اس وقت اس کے معنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم کی بہترین تعریف کے ہوتے ہیں*
- اس آیت کے یہ بھی معانی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ پر مسلسل رحمت نازل فرما رہا ہے اور آپ کی بہترین تعریف بیان کر رہا ہے، اس کے فرشتے حضور ﷺ کے لیے استغفار کر رہے ہیں اور مسلمان حضور ﷺ کے بلندیٔ درجات کی دعا کر رہے ہیں*
- لفظ درود ان تمام معانی کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف جگہوں پر اس آیت کے یہی معانی کیے ہیں کہ خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو*
- ہمارے درود کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کی ہدایات اور آپ کے احکامات پر دل و جان اور اپنے ہر قسم کے جوارح سے عمل کریں اور اپنا کردار ایسا بنائیں جو آپ کے حقیقی متبعین کا کردار ہے*

فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں

ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں*

ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں*

جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے*

چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا سے صلح ہو*

((حضرت مسیح موعود علیہ السلام))

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 73)

سوال: جرمنی سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۷ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا کا اکثر لوگ یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس کی وضاحت وہ یُصَلُّوۡنَ سے کرتے ہیں کہ یہ لفظ صلوٰۃ سے نکلا ہے جس کے معنی نماز پڑھنے کے ہیں۔ لیکن یہ تشریح تو درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز نہیں پڑھتا۔ حضور انور کی خدمت میں اس آیت کی وضاحت فرمانے کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 25/دسمبر 2022ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: دراصل آپ کا یہ سوال عربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ عربی زبان بہت وسیع زبان ہے جس میں ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہیں اور ہر معنی اس لفظ کے سیاق و سباق کے ساتھ متعین ہوتا ہے۔ لفظ صلوٰۃ کا بھی صرف نماز پڑھنا معنی نہیں ہے بلکہ لغت اور تفاسیر کی کتب میں لفظ صلوٰۃ کے بہت سے معانی بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لغت اور تفاسیر کی مختلف کتب کے حوالہ سے اس لفظ کے معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ: صَلَّی سے مشتق ہے اور اس کا وزن فَعْلَۃٌ ہے۔ الف واؤ سے منقلب ہے۔ صَلَّی (یُصَلِّیۡ) کے معنے دعا کرنے کے ہیں اور اَلصَّلٰوۃُ کے اصطلاحی معنے عِبَادَۃٌ فِیۡہَا رُکُوۡعٌ وَسُجُوۡدٌ کے ہیں یعنی اس مخصوص طریق سے دعا کرنا جس میں رکوع و سجود ہوتے ہیں جس کو ہماری زبان میں نماز کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے اور بھی کئی معانی ہیں جو بے تعلق نہیں بلکہ سب ایک ہی حقیقت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کے دوسرے معنے مندرجہ ذیل ہیں:

اَلرَّحْمَۃُ۔ رحمت۔ اَلدِّیۡنُ۔ شریعت۔ اَلۡاِسۡتِغۡفَار۔ بخشش مانگنا۔ اَلدُّعَاءُ۔ دعا (اقرب) اَلتَّعۡظِیۡمُ۔ بڑائی کا اظہار۔ اَلۡبَرَکَۃُ۔ برکت۔ (تاج) وَالصَّلٰوۃُ مِنَ اللّٰہِ الرَّحۡمَۃُ وَمِنَ الۡمَلَآئِکَۃِ الۡاِسۡتِغۡفَارُ وَمِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الدُّعَاءُ وَمِنَ الطَّیۡرِ وَالۡھَوَامِّ التَّسۡبِیۡحُ۔ اور صلوٰۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے رحم کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور جب ملائکہ کے لئے استعمال ہو تو اس وقت اس کے معنے استغفار کے ہوتے ہیں اور جب مومنوں کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے دعا یا نماز کے ہوتے ہیں اور جب پرند اور حشرات کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے تسبیح کرنے کے ہوتے ہیں۔ وَھِیَ لَا تَکُوۡنُ اِلَّا فِی الۡخَیۡرِ بِخِلَافِ الدُّعَاءِ فَاِنَّہٗ یَکُوۡنُ فِی الۡخَیۡرِ وَالشَّرِّ۔ اور لفظ صلوٰۃ صرف نیک دُعا کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن لفظ دُعا، بددعا اور نیک دعا دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لفظ صلوٰۃ کے ایک معنے حُسۡنُ الثَّنَاءِ مِنَ اللّٰہِ عَلَی الرَّسُوۡلِ کے بھی ہیں یعنی جب صَلَّی فعل کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات ہو تو اس وقت اس کے معنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم کی بہترین تعریف کے ہوتے ہیں۔ (اقرب) وَیُسَمّٰی مَوۡضِعُ الۡعِبَادَۃِ الصَّلٰوۃَ اور عبادت گاہ کو بھی الصَّلٰوۃَ کہہ دیتے ہیں۔ (مفردات) (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 98 تا 99، مطبوعہ 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ کے معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ صلوٰۃ کے معنے حمد و ثنا۔ 2۔ دعا۔ 3۔ اعلیٰ مرتبہ کی وہ دعا مانگنا جس سے گناہ کا تصرف انسان پر باقی نہ رہے۔ 4۔ رحمت خاصہ۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 419)

پس اس آیت کے یہ معانی کرنا کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے نماز پڑھتے ہیں، درست نہیں ہے بلکہ اس کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ یعنی آپ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، آپ کے لیے خاص رحمت کی دعا کرتے ہیں، آپ کے لیے ایسے اعلیٰ مراتب کی دعا کرتے ہیں جس سے گناہوں کا تصرف آپ پر باقی نہ رہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے دریافت کرنے پر ایک موقع پر فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے، اور میرے ساتھ بھی ہے۔ مگر خدا نے مجھے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے یہاں تک کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہے۔ (صحیح مسلم کِتَاب صِفَۃِ الۡقِیَامَۃِ وَالۡجَنَّۃِ وَالنَّارِ بَاب تَحۡرِیۡشِ الشَّیۡطَانِ)

اسی طرح اس آیت کے یہ بھی معانی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ پر مسلسل رحمت نازل فرما رہا ہے اور آپ کی بہترین تعریف بیان کر رہا ہے، اس کے فرشتے حضور ﷺ کے لیے استغفار کر رہے ہیں اور مسلمان حضور ﷺ کے بلندیٔ درجات کی دعا کر رہے ہیں۔

لفظ درود ان تمام معانی کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف جگہوں پر اس آیت کے یہی معانی کیے ہیں کہ خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265 حاشیہ نمبر 11)

اسی طرح ایک اور جگہ حضور علیہ السلام اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لیے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 32، ایڈیشن 2016ء)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

صحابہؓ کے کثرت کے ساتھ اس قسم کے واقعات تاریخوں میں ملتے ہیں کہ انہوں نے خدا کی راہ میں مارے جانے کو ہی اپنے لئے عین راحت محسوس کیا

سَریہ بئرمعونہ میں روانہ ہونے والے سب صحابہؓ نوجوان تھے۔قرآن کے قاری ہونے کی وجہ سے لوگ انہیں قرّاء کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے

حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ نے کہا: اے بئرمَعُونہ والو! مَیں تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ بن کر آیا ہوں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ

’’اسلام نے تلوار کے زور سے فتح نہیں پائی بلکہ اسلام نے اس اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ سے فتح پائی ہے جو دلوں میں اتر جاتی تھی اور اخلاق میں ایک اعلیٰ درجہ کا تغیر پیدا کر دیتی تھی‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

عَمرو بن طفیل اس حملے کے بعد زندہ رہا۔اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پہنچی اور اسے طاعون کی بیماری لاحق ہوگئی جس کی وجہ سے وہ حالت کفر میں ہی مرگیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حادثات کا سخت صدمہ ہوا،مگر اسلام میں بہرصورت صبر کا حکم ہے۔ آپؐ نے یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور پھر خاموش ہو گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کا جتنا بھی صدمہ ہوتا کم تھا،مگر اس وقت آپؐ نے رجیع اور بئرمعونہ کے خونی قاتلوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ بھر نماز فجر میں قنوت فرمایا جس میں رعل، ذکوان اور بنولحیان پر لعنت کرتے رہے

سریہ بئرمعونہ کے حالات وواقعات کا بیان نیز مظلوم فلسطینیوں، پاکستانی احمدیوں اور دنیا کے عمومی حالات کے لیے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07/جون 2024ء بمطابق 07/احسان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ-

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آج جس سریہ کا ذکر کروں گا وہ سَرِیَّہ حضرت مُنذِر بن عَمروؓ یا سریہ بئرمعونہ کہلاتا ہے۔ یہ دردناک حادثہ بھی 4 ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک یہ سریہ رجیع سے پہلے اور بعض کے نزدیک رجیع کے بعد ہوا۔ یہ واقعہ بھی سریہ رجیع کی طرح دشمن کی بدعہدی اور سفاکی کا بدترین نمونہ ہے۔

اس سَرِیَّہ کو سریہ بئر مَعُونَہ کہا جاتا ہے۔ بئرمَعُونہ مکہ سے مدینہ جانے والے راستے پر بنوسُلَیم کے علاقے میں ایک کنواں تھا اور اسی نام کا علاقہ بھی تھا۔ اسی وجہ سے اس کا نام سریہ بئرمعونہ مشہور ہوا۔ اس سریہ کے امیر حضرت مُنذِر بن عَمروؓ تھے اس لیے اس کو سریہ حضرت مُنذِر بن عَمروؓ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے سَرِیَّۃُ الۡقُرّاء کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

سریہ بئرمعونہ میں روانہ ہونے والے سب صحابہؓ نوجوان تھے۔ قرآن کے قاری ہونے کی وجہ سے لوگ انہیں قرّاء کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ (سبل الهدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 57 دار الکتب العلمية بيروت)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 491، 487 دار السّلام ریسرچ سنٹر)

(فرہنگ سیرت صفحہ 69 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

اس سریہ کے پس منظر کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’قبائلِ سُلَیم وغَطَفَان...... یہ قبائل عرب کے وسط میں سطح مرتفع نجد پر آباد تھے اور مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کے ساتھ ساز باز رکھتے تھے اور آہستہ آہستہ ان شریر قبائل کی شرارت بڑھتی جاتی تھی اور سارا سطح مرتفع نجد اسلام کی عداوت کے زہر سے مسموم ہوتا چلا جا رہا تھا۔ چنانچہ‘‘ لکھا ہے کہ ’’ان ایام میں جن کا ہم اس وقت ذکر کر رہے ہیں ایک شخص ابوبَرَاء عَامِری جو وسط عرب کے قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اس نے بھی بظاہر شوق اور توجہ کے ساتھ آپؐ کی تقریر کو سنا مگر مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ آپؐ میرے ساتھ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو وہاں جا کر اہل نجد میں اسلام کی تبلیغ کریں اور مجھے امید ہے کہ نجدی لوگ آپؐ کی دعوت کو ردّ نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے تو اہلِ نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ ابوبَرَاء نے کہا کہ آپؐ ہرگز فکر نہ کریں۔ مَیں ان کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہوں۔‘‘ جو لوگ آپ بھیجیں گے۔ ’’چونکہ ابوبَرَاء ایک قبیلہ کا رئیس اور صاحبِ اثر آدمی تھا آپؐ نے اس کے اطمینان دلانے پر یقین کر لیا اور صحابہؓ کی ایک جماعت نجد کی طرف روانہ فرما دی۔ یہ تاریخ کی روایت ہے۔

بخاری میں آتا ہے کہ قبائل رِعْل اور ذَکوَان وغیرہ (جو مشہور قبیلہ بنوسُلَیم کی شاخ تھے) ان کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کر کے درخواست کی کہ ہماری قوم میں سے جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں ان کے خلاف ہماری امداد کے لئے...... چند آدمی روانہ کئے جائیں۔‘‘ یہاں یہ تشریح نہیں آئی کہ کس قسم کی امداد تھی۔ تبلیغی یا فوجی۔ بہرحال ’’جس پر آپؐ نے یہ دستہ روانہ فرمایا۔ بدقسمتی سے بئرمَعُونہ کی تفصیلات میں بخاری کی روایات میں بھی کچھ خلط واقع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے حقیقت پوری طرح متعین نہیں ہوسکتی مگر بہرحال اس قدر یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر قبائل رِعْل اور ذَکوَان وغیرہ کے لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ چند صحابہؓ ان کے ساتھ بھجوائے جائیں۔ ان دونوں روایتوں کی مطابقت کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ رِعل اور ذکوان کے لوگوں کے ساتھ ابوبَرَاء عامری رئیس قبیلہ عامر بھی آیا ہو اور اس نے ان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کی ہو۔ چنانچہ تاریخی روایات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مجھے اہلِ نجد کی طرف سے اطمینان نہیں ہے اور اس کا یہ جواب دینا کہ آپؐ کوئی فکر نہ کریں۔ مَیں اس کا ضامن ہوتا ہوں کہ آپؐ کے صحابہؓ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابوبَرَاء کے ساتھ رِعل اور ذکوان کے لوگ بھی آئے تھے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فکرمند تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَفر 4 ہجری میں مُنذِر بن عَمرو انصاریؓ کی امارت میں صحابہؓ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے اور تعداد میں ستر تھے اور قریباً سارے کے سارے قاری یعنی قرآن خوان تھے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 517 تا 518)

اس بارے میں ایک مصنف لکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن، ہر گھڑی یہی تمنا دامن گیر رہتی تھی کہ اللہ کا دین ساری دنیا میں غالب آ جائے۔ سب لوگ اسلام کے سایۂ عاطفت میں آ جائیں اور ایک اللہ کی بندگی اختیار کر لیں تا کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جائیں۔ اسی لیے آپؐ دین کی دعوت و تبلیغ کے فرض کو

بے حد اہمیت دیتے تھے اور اس کے لیے تمام وسائل بروئے کار لانے اور بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نجد کے اوباش دیہی باشندوں سے خطرہ لاحق ہونے کے باوجود آپؐ نے اللہ پر توکل کیا اور ابوبَرَاء کی یقین دہانی پر صحابہؓ کی ایک عظیم جماعت ان کی طرف روانہ فرما دی۔ اتنا بڑا اقدام آپؐ نے محض دعوت و تبلیغ کا فرض پورا کرنے اور اسلام کی نشرو اشاعت کا مقدس کام آگے بڑھانے کے لیے کیا۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 490-491 دارالسّلام ریسرچ سنٹر)

بہرحال امیر لشکر حضرت مُنذِر بن عَمروؓ بنوسلیم کے ایک رہبر مُطَّلِب سُلَمِی کے ہمراہ نکلے۔ جب وہ بئر معونہ پر پہنچے تو خیمے لگا لیے اور حضرت عَمرو بن امیہ ضَمرِیؓ کی نگرانی میں اپنی سواری کے جانور چرنے کے لیے چھوڑ دیے۔ ان کے ہمراہ حارث بن صِمَّہؓ بھی تھے۔ ابنِ ہشام نے حارث کی جگہ مُنذِر بن محمد کا نام لکھا ہے۔

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد 6 صفحه 58 دار الکتب العلمیة بیروت)

اس سَریہ کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مکتوب کا بھی ذکر ملتا ہے جو آپؐ نے عامر بن طفیل کے نام لکھا تھا۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو عامر بن طفیل کے نام ایک مکتوب گرامی بھی عنایت فرمایا تھا۔ یہ ابوبَرَاء عامر بن مالک کا بھتیجا اور بنو عامر کے سرداروں میں سے ایک متکبر اور مغرور سردار تھا۔ اس کا ماجرا یہ تھا کہ یہ شخص اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی حقانیت اور صداقت کا معترف تھا اور یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ چکا تھا کہ عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے جزیرہ نما عرب پر غلبہ اور اقتدار حاصل ہو جائے گا لیکن دریں اثنا خود اپنی حکمرانی کے خواب دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں یہ شیطانی سوچ انگڑائیاں لینے لگی کہ کیوں نہ مَیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر پہلے ہی سے کوئی سودے بازی کر لوں۔ چنانچہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مَیں آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ بادیہ نشینوں پر آپ کی اور شہر کے رہنے والوں پر میری حکومت ہو یا آپ کے بعد مَیں آپ کا خلیفہ اور جانشین بنوں یا مَیں غطفان کے ایک ہزار سرخ و زرد گھوڑوں اور ایک ہزار اونٹنیوں کے جتھے کے ساتھ آپ سے لڑوں گا۔ تین شرطیں اس نے پیش کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن طفیل کے یہ جاہلانہ مطالبے مسترد کر دیے۔ کوئی بات نہیں مانی۔ وہ نامراد ہو کر لوٹ گیا۔

سریہ بئر معونہ کے موقع کی مناسبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ اسے دین کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ آپؐ نے خاص طور پر اس کے نام ایک مکتوب گرامی صحابہؓ کے ہاتھ روانہ فرمایا۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 492-493 دارالسّلام ریسرچ سنٹر)

امیر لشکر حضرت مُنذِر بن عَمروؓ نے حضرت حَرَام بن مِلْحَانؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب دے کر قبیلہ بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل کی طرف بھیجا۔ (سبل الهدیٰ والرشاد جلد 6 صفحه 58 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت حَرَام بن مِلْحَانؓ کے اس خط لے جانے کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت حَرَام بن مِلْحَانؓ نے اپنے ساتھ دو اَور ساتھیوں کو لیا جن میں سے ایک صحابی ایک ٹانگ سے معذور تھے۔ ان کا نام کعب بن زید تھا جبکہ دوسرے ساتھی کے نام کے بارے میں اکثر سیرت نگار خاموش ہیں البتہ بخاری کی ایک شرح فتح الباری میں زیرِ باب غزوۃ الرجیع میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے دوسرے ساتھی کا نام مُنذِر بن محمد بیان کیا ہے۔

بہرحال یہ تینوں افراد چل پڑے۔

حضرت حرامؓ نے اپنے دونوں ساتھیوں کو پہلے ہی بتا رکھا تھا کہ تم میرے قریب ہی رہنا۔ مَیں ان کے پاس جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امان دے دی تو ٹھیک ہے اور اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو آپ دونوں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے جانا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 7 صفحہ 156 بزم اقبال لاہور)

(فتح الباری جلد 7 صفحه 448 دار الریان للتراث القاهرة 1986ء)

اس کے بعد وہ خود بے دھڑک اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کے پاس چلے گئے۔ وہ بنو عامر کے کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حرام نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کیا تم مجھے اس امر پر امان دیتے ہو کہ مَیں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی پہنچا دوں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ہم آپ کو امان دیتے ہیں۔ حرام ان سے گفتگو کرنے لگے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ حرام ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھنے لگے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ حرام نے ان لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا:

اے بئر معونہ والو! مَیں تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ بن کر آیا ہوں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔

ابھی حرام کی یہ مبارک گفتگو جاری ہی تھی کہ وہاں موجود لوگوں نے اپنے خُبثِ باطن کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کر دیا وہ فوراً حرام کی پشت کی طرف جا پہنچا اور ان پر نیزے کا وار کیا جو ان کے جسم کے آر پار ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حرام خط لے کر عامر بن طفیل کے پاس گئے تو اس ظالم نے خط دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 494-495 دارالسّلام ریسرچ سنٹر)

بہرحال جب حضرت حَرَامؓ کے آنے میں دیر ہوئی تو مسلمان ان کے پیچھے آئے۔ کچھ دُور جا کر ان کا سامنا اس جتھے سے ہوا جو حملہ کرنے کے لیے آ رہا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ دشمن تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ جنگ ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ شہید کر دیے گئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحه 40 دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

اس سریہ میں حضرت عامر بن فُهَیرَہؓ کی شہادت کا ذکر یوں ملتا ہے: یہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرتِ مدینہ میں شامل تھے۔ یہ بھی بئر معونہ کے وقت میں شہید ہوئے تھے۔ جب وہ لوگ بئر معونہ میں قتل کیے گئے اور حضرت عَمرو بن امیہ ضَمرِیؓ قید کیے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ اور اس نے ایک مقتول کی طرف اشارہ کیا تو عَمرو بن امیہ نے جواب دیا کہ یہ عامر بن فُہَیرہ ہیں۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ مَیں نے عامر بن فُہَیرہ کو دیکھا کہ وہ قتل کیے جانے کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ یہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ تب اس نے یہ نظارہ دیکھا۔ یہاں تک کہ مَیں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آسمان ان کے اور زمین کے درمیان ہے۔ پھر وہ زمین پر اتارے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کیے جانے کی خبر صحابہؓ کو دی اور فرمایا تمہارے ساتھی شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی ہے کہ اے ہمارے رب! ہمارے متعلق ہمارے بھائیوں کو بتا کہ ہم تجھ سے خوش ہو گئے اور تُو ہم سے خوش ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق بتا دیا۔ صحیح بخاری کی یہ روایت ہے۔

حضرت عامر بن فُهَیرَہؓ کو کس نے شہید کیا، اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپؓ کو عامر بن طفیل نے شہید کیا جبکہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کو جَبَّار بن سُلمیٰ نے شہید کیا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع... حدیث 4093)

(الاستیعاب جلد 2 صفحه 796 دار الجیل بیروت 1992ء)

(الاستیعاب جلد 1 صفحه 229-230 دار الجیل بیروت 1992ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عامر بن فُهَیرَہؓ کی شہادت کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اسلام نے تلوار کے زور سے فتح نہیں پائی بلکہ اسلام نے اس اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ سے فتح پائی ہے جو دلوں میں اتر جاتی تھی اور اخلاق میں ایک اعلیٰ درجہ کا تغیر پیدا کر دیتی تھی۔

ایک صحابی کہتے ہیں میرے مسلمان ہونے کی وجہ محض یہ ہوئی کہ مَیں اس قوم میں مہمان ٹھہرا ہوا تھا جس نے غداری کرتے ہوئے مسلمانوں کے ستّر قاری شہید کر دیے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو کچھ تو اونچے ٹیلے پر چڑھ گئے اور کچھ ان کے مقابلہ میں کھڑے رہے۔ چونکہ دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا اور مسلمان بہت تھوڑے تھے اور وہ بھی نہتے اور بے سروسامان تھے اِس لئے انہوں نے ایک ایک کر کے تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ آخر میں صرف ایک صحابی رہ گئے جو ہجرت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کا نام عامر بن فُہَیرہؓ تھا۔ بہت سے لوگوں نے مل کر ان کو پکڑ لیا اور ایک شخص نے زور سے نیزہ ان کے سینہ میں مارا۔ نیزے کا لگنا تھا کہ ان کی زبان سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا کہ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، کعبہ کے رب کی قسم! مَیں کامیاب ہو گیا۔“ یہ بیان کرنے والا لکھتا ہے جو اس وقت مسلمان نہیں تھے کہ ”جب مَیں نے ان کی زبان سے یہ فقرہ سنا تو مَیں حیران ہوا اور مَیں نے کہا یہ شخص اپنے رشتہ داروں سے دُور، اپنے بیوی بچوں سے دُور، اتنی بڑی مصیبت میں مبتلا ہوا اور نیزہ اِس کے سینہ میں مارا گیا مگر اِس نے مرتے ہوئے اگر کچھ کہا تو صرف یہ کہ ”کعبہ کے رب کی قسم! مَیں کامیاب ہو گیا۔“ کیا یہ شخص پاگل تو نہیں؟ چنانچہ“ کہنے لگا کہ ”مَیں نے بعض اَور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اور اس کے منہ سے ایسا فقرہ کیوں نکلا؟ انہوں نے کہا تم نہیں جانتے یہ مسلمان لوگ واقعہ میں پاگل ہیں۔ جب یہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرتے ہیں تو سمجھتے

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (النساء:145)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ پکڑا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف کھلی کھلی حجت دے دو۔

طالب دعا: بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (النساء:148)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔

اور اللہ شکر کا بہت حق ادا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ہیں کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور انہوں نے کامیابی حاصل کر لی۔‘‘ کہتا ہے کہ ’’میری طبیعت پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ مَیں ان لوگوں کا مرکز جا کر دیکھوں گا اور خود ان لوگوں کے مذہب کا مطالعہ کروں گا۔ چنانچہ‘‘ کہنے لگا کہ ’’مَیں مدینہ پہنچا اور مسلمان ہو گیا‘‘، تعلیم سُن کے۔ ’’صحابہؓ کہتے ہیں کہ اِس واقعہ کا کہ ایک شخص کے سینہ میں نیزہ مارا جاتا ہے اور وہ وطن سے کوسوں دُور ہے۔ اس کا کوئی عزیز اور رشتہ دار اس کے پاس نہیں اور اس کی زبان سے یہ نکلتا ہے کہ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اس کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ جب وہ یہ واقعہ سنایا کرتا اور فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ کے الفاظ پر پہنچتا تھا تو اِس واقعہ کی ہیبت کی وجہ سے یکدم اس کا جسم کانپنے لگ جاتا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

تو اسلام اپنی خوبیوں کی وجہ سے پھیلا ہے‘‘ آپؓ نے فرمایا۔ ’’زور سے نہیں۔‘‘ پھیلا۔

(سیر روحانی، انوار العلوم جلد 22 صفحہ 250-251)

حضرت عامر بن فُہَیرہؓ کی شہادت کے وقت ان کے منہ سے جو الفاظ نکلے ہیں ان میں فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اور فُزْتُ وَاللّٰهِ۔ دونوں الفاظ ملتے ہیں۔ دونوں روایتیں ہیں اور یہ الفاظ اَور صحابہؓ کے منہ سے بھی نکلے تھے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ذکر بھی فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’ہمیں تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ جنگوں میں اس طرح جاتے تھے کہ ان کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جنگ میں شہید ہونا ان کے لئے عین راحت اور خوشی کا موجب ہے اور اگر ان کو لڑائی میں کوئی دکھ پہنچتا تھا تو وہ اس کو دکھ نہیں سمجھتے تھے بلکہ سکھ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ صحابہؓ کے کثرت کے ساتھ اس قسم کے واقعات تاریخوں میں ملتے ہیں کہ انہوں نے خدا کی راہ میں مارے جانے کو ہی اپنے لئے عین راحت محسوس کیا۔ مثلاً وہ حفاظ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط عرب کے ایک قبیلہ کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجے تھے ان میں سے حَرَام بن مِلْحَان اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس گئے اور باقی صحابہؓ پیچھے رہے۔ شروع میں تو عامر بن طفیل اور اس کے ساتھیوں نے منافقانہ طور پر ان کی آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے ایک خبیث کو اشارہ کیا اور اس نے اشارہ پاتے ہی حَرَام بن مِلْحَان پر پیچھے سے نیزہ کا وار کیا اور وہ گر گئے۔ گرتے وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ یعنی مجھے کعبہ کے رب کی قَسم! مَیں نجات پا گیا۔ پھر ان شریروں نے باقی صحابہؓ کا محاصرہ کیا اور ان پر حملہ آور ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فُهَيْرَةؓ جو ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کے متعلق ذکر آتا ہے بلکہ خود ان کا قاتل جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ ہی یہ بیان کرتا تھا کہ جب مَیں نے عامر بن فُہَیرہؓ کو شہید کیا تو اُن کے منہ سے بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَاللّٰهِ۔ یعنی خدا کی قَسم! مَیں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ صحابہؓ کے لئے موت بجائے رنج کے خوشی کا موجب ہوتی تھی۔‘‘ (ایک آیت کی پُر معارف تفسیر، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 612-613)

حضرت عامر بن فُهَيْرَةؓ کو شہید کرنے والے جَبَّار بن سَلْمیٰ جو کہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے بیان کرتے ہیں کہ جس چیز نے مجھے اسلام کی طرف کھینچا وہ یہ ہے کہ مَیں نے بئر معونہ کے دن عامر بن فُہَیرہ کو دونوں کندھوں کے درمیان تاک کر نیزہ مارا اور مَیں نے نیزے کی اَنی ان کے سینے سے پار ہوتی دیکھی۔ پھر معاً بعد مَیں نے انہیں یہ کہتے سنا۔ فُزْتُ وَاللّٰهِ کہ اللہ کی قسم! مَیں کامیاب ہو گیا۔ یہ الفاظ میرے کانوں سے اتر کر میرے دل میں اتر گئے۔ مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ آخر ان الفاظ کا کیا مطلب ہو گا؟ بھلا انہیں کون سی کامیابی ملی؟ مَیں نے تو انہیں قتل کیا ہے۔ مَیں اسی شش و پنج میں ایک مسلمان شخص ضَحَّاك بن سفیان كِلَابِی کے پاس گیا۔ انہیں سارا واقعہ سنایا اور ان الفاظ کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس کامیابی سے مراد جنت کو پا لینا ہے۔ یہ سن کر مَیں نے کہا کہ واقعی اللہ کی قسم! وہ کامیاب ہو گئے اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو مَیں نے اسلام قبول کر لیا۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 504-505 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 502-503 دار السّلام ریسرچ سنٹر)

اس سریہ بئر معونہ کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جو ایک کنوئیں کی وجہ سے بئر معونہ کے نام سے مشہور تھا تو ان میں سے ایک شخص حَرَام بن مِلْحَان جو انس بن مالک کے ماموں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوتِ اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس اور ابو بَرَاء عامِری کے بھتیجے عامر بن طفیل کے پاس آگے گئے اور باقی صحابہؓ پیچھے رہے۔ جب حَرَام بن مِلْحَان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے طور پر عامر بن طفیل اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے شروع میں تو منافقانہ طور پر آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے‘‘ یعنی حَرَام بن مِلْحَان جب مطمئن ہو گئے ’’اور اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے کسی آدمی کو اشارہ کر کے اس بے گناہ ایلچی کو پیچھے کی طرف سے نیزہ کا وار کر کے وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس وقت حَرَام بن مِلْحَان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ یعنی ’’اللہ اکبر کعبہ کے رب کی قَسم! مَیں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔‘‘ عامر بن طفیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے قتل پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ اس کے بعد اپنے قبیلہ بنو عامر کے لوگوں کو اکسایا کہ وہ مسلمانوں کی بقیہ جماعت پر حملہ آور ہو جائیں مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم ابو بَرَاء کی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے۔ اس پر عامر نے قبیلہ سُلَیم میں سے بَنُو رِعْل اور ذکوان اور عُصَیَّہ وغیرہ کو (وہی جو بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد بن کر آئے تھے) اپنے ساتھ لیا اور یہ سب لوگ مسلمانوں کی اس قلیل اور بے بس جماعت پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمانوں نے جب ان وحشی درندوں کو اپنی طرف آتے دیکھا، تو ان سے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک کام کے لئے آئے ہیں اور ہم تم سے لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 518 تا 519)

ظالموں کا ہمیشہ یہی وطیرہ رہا ہے۔

بئر معونہ کے شہداء کے بارے میں لکھا ہے کہ اہل مغازی کا اتفاق ہے کہ اس سریہ میں حضرت عَمرو بن امیہ ضَمْرِیؓ اور کعب بن زیدؓ کے علاوہ باقی سارے صحابہ کرامؓ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ حضرت کعب بن زیدؓ بئر معونہ کے دن زخمی ہوئے اور خندق کے دن فوت ہوئے اور حضرت عَمرو بن امیہؓ عہد معاویہ میں فوت ہوئے۔ اس سریہ میں شامل ہونے والے تمام صحابہ کرامؓ کے اسماء سیرت و تاریخ کی کتب میں درج نہیں ہیں تاہم انہوں نے انتیس کے قریب شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کے اسماء درج کیے ہیں۔ اس وقت مَیں یہ نام نہیں لیتا۔ جب اشاعت ہو گی تو اس وقت وہاں چھپ جائیں گے۔ لمبی فہرست ہے۔ یہ انتیس نام درج ذیل ہیں:

1۔حضرت عامر بن فُهَيْرَةؓ، 2۔حضرت حَكَم بن كَيْسَانؓ، 3۔حضرت مُنْذِر بن محمدؓ، 4۔حضرت ابو عُبَیدہ بن عَمروؓ، 5۔حضرت حارِث بن صِمَّہؓ، 6۔حضرت اُبَيّ بِن معاذؓ، 7۔حضرت اَنس بن معاذؓ، 8۔حضرت ابو شیخ بن اَبِی ثابتؓ، 9۔حضرت حَرَام بن مِلْحَانؓ، 10۔حضرت سُلَیم بن مِلْحَان، 11۔حضرت سفیان بن ثابتؓ، 12۔حضرت مالک بن ثابتؓ، 13۔حضرت عُروہ بن اَسماءؓ بن صَلْت، 14۔حضرت قُطْبَہ بن عبد عَمروؓ، 15۔حضرت مُنْذِر بن عَمروؓ، 16۔حضرت مُعاذ بن ماعِصؓ، 17۔حضرت عائِذ بن ماعِصؓ، 18۔حضرت مسعود بن سعدؓ، 19۔حضرت خالد بن ثابتؓ، 20۔حضرت سُفیان بن حاطِبؓ، 21۔حضرت سَعد بن عَمروؓ، 22۔حضرت طُفَیل بن سعدؓ، 23۔حضرت سَہل بن عامرؓ، 24۔حضرت عبداللہ بن قیسؓ، 25۔حضرت نافع بن بُدَیل بن وَرْقاءؓ، 26۔حضرت ضَحَّاک بن عَبْدِ عَمروؓ۔ یہ حضرت قُطْبَہؓ کے بھائی تھے۔، 27۔حضرت عُمَیر بن مَعْبَدؓ۔ علامہ ابن اسحاق نے ان کا نام عَمرو بتایا ہے۔، 28۔حضرت خالد بن کَعبؓ، 29۔حضرت سُہَیل بن عامِرؓ۔

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 61-63 دار الکتب العلمیة، اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 182 دار الکتب العلمیة)

بہرحال زندہ بچ جانے والے صحابہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سریہ میں شامل ہونے والے صحابہؓ میں سے دو افراد حضرت عَمرو بن امیہ ضَمْرِیؓ اور حضرت مُنذِر بن محمدؓ، بعض سیرت نگاروں کے نزدیک مُنذِر کی بجائے حارث بن صمہ تھے۔ ’’اس وقت اونٹوں وغیرہ کے چَرانے کے لئے اپنی جماعت سے الگ ہو کر اِدھر اُدھر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دُور سے اپنے ڈیرہ کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پرندوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ وہ ان صحرائی اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ فوراً تاڑ گئے کہ کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ واپس آئے تو ظالم کفار کے کشت و خون کا کارنامہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ دُور سے ہی یہ نظارہ دیکھ کر انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ایک نے کہا کہ ہمیں یہاں سے فوراً بھاگ نکلنا چاہئے اور مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینی چاہئے مگر دوسرے نے اس رائے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ مَیں تو اس جگہ سے بھاگ کر نہیں جاؤں گا جہاں ہمارا امیر مُنذِر بن عَمرو شہید ہوا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر لڑا اور شہید ہوا۔‘‘ یہ سیرت خاتم النبیینؐ کا حوالہ ہے۔ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 519)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 499 دار السّلام ریسرچ سنٹر)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے، الحمدللہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اگر اس کیلئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلّہٗ خیر)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا قطرہ خون اور رات کے وقت تہجد میں خشیت باری تعالیٰ کے نتیجے میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ ہی اللہ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے اور اس طرح اللہ کو غصے کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں وہ پیتا ہے۔

(منصف ابن ابی شیبة جلد۷، صفحہ ۸۸)

طالب دعا : شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

حضرت عَمرو بن امیہ ضَمرِیؓ کے علاوہ ایک اَور شخص بھی زندہ بچا جو پاؤں سے لنگڑا تھا۔اس صحابی کا نام کعب بن زیدؓ تھا۔بعض روایات سے پتہ لگتا ہے کہ کفار نے ان پر بھی حملہ کیا تھا۔ یہ حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ کے ساتھ تھے جس سے وہ شدید زخمی ہوئے اور کفار نے انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا حالانکہ شدید زخمی ہونے کے باوجود ان میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ انہیں شہداء کی لاشوں کے درمیان میں سے اٹھالیا گیا۔اس کے بعد وہ زندہ رہے۔ بالآخر انہیں غزوہ خندق میں شہادت نصیب ہوئی۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد6 صفحہ 499 دارالسّلام ریسرچ سنٹر)

حضرت عَمرو بن اُمَیَّہؓ کے گرفتار ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت عَمرو بن امیہؓ گرفتار ہو گئے اور مخالفین کے پوچھنے پر حضرت عَمروؓ نے بتایا کہ مَیں قبیلہ بنومُضَر سے ہوں۔اس پر عامر بن طُفیل نے عَمرو کو پکڑا اور ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیے۔پھر انہیں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کر دیا جس نے ایک غلام کو آزاد کرنے کی منت مان رکھی تھی۔عرب جب کسی کو قیدی بناتے اور بعد میں اسے آزاد کرنے اور اس کے ساتھ احسان کرنے کا ارادہ کرتے تو اس کے پیشانی کے بال کاٹ دیتے تھے۔اس کے بعد عَمرو بن امیہ وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک سایہ دار جگہ پر پہنچ کر بیٹھ گئے۔اسی وقت دو آدمی وہاں اور آئے اور حضرت عَمروؓ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔عَمرو نے ان دونوں سے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم بنو عامر سے ہیں۔ایک روایت کے مطابق انہوں نے خود کو بنوسُلَیم کا بتایا۔ان دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ تھا جس کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دے رکھی تھی مگر عَمرو بن امیہ کو اس معاہدے کا پتہ نہیں تھا۔عَمرو ان دونوں کے سونے کا انتظار کرنے لگے۔جب انہیں نیند آ گئی تو عَمرو نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ان کے ذہن میں اس وقت صرف یہ خیال تھا کہ انہوں نے ان کے ذریعہ بنو عامر سے صحابہؓ کا بدلہ لے لیا ہے۔اس کے بعد جب عَمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے اور آپؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور ان دونوں آدمیوں کو قتل کرنے کی خبر بھی سنائی تو آپؐ نے فرمایا: تم نے دو ایسے آدمیوں کو قتل کیا ہے جن کی ہمیں دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت ادا فرمائی۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے قتل کے واقعہ کے متعلق فرمایا: یہ ابوبَرَاء کی حرکت ہے۔مَیں اسی وجہ سے ناپسند کر رہا تھا کہ مَیں صحابہؓ کو اس کے ہمراہ بھیجوں اور مجھے خدشہ لاحق تھا کہ کہیں یہ قبائل صحابہؓ کو نقصان نہ پہنچائیں۔

جب ابوبَرَاء کو معلوم ہوا کہ اس کے بھتیجے عامر بن طُفیل نے اس کی پناہ اور امان کو توڑ دیا تھا تو اس کو بہت صدمہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا اس کی وجہ سے جو انجام ہوا اس سے اسے صدمہ ہوا۔ چنانچہ ابوبَرَاء کے بیٹے ربیعہ نے عامر بن طُفیل پر حملہ کیا جو اس کا چچازاد بھائی تھا۔ربیعہ نے عامر کو نیزہ مارا جو اس کی ران میں لگا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔عامر نے چلّا کر کہا کہ اگر مَیں مر گیا تو میرا خون ابوبَرَاء پر ہوگا اور اگر مَیں زندہ رہا تو مَیں اپنا معاملہ خود دیکھوں گا تاہم عَمرو بن طُفیل اس حملے کے بعد زندہ رہا۔اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پہنچی اور اسے طاعون کی بیماری لاحق ہوگئی جس کی وجہ سے وہ حالت کفر میں ہی مر گیا۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد3 صفحہ 242-243 دار الکتب العلمیة بیروت)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 164 بزم اقبال لاہور)

(التفسیر الکبیر لامام رازی جلد 9 جزء 18 صفحہ 12 دار الکتب العلمیة 2004ء)

بہرحال ابوبَرَاء بھی اس میں شریک ہے۔شروع میں ان کو چاہیے تھا کہ آتے اور ان لوگوں کو روکتے۔ جہاں تک ابوبَرَاء یعنی عامر بن مالک کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں۔بعض علماء نے اسے صحابہؓ میں شمار کیا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ابوبَرَاء عامر بن مالک قبیلہ بنوبَکر اور بنوجعفر کے پچیس افراد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن مالک اور ضحاک بن سفیان کِلَابی کو بنوبَکر اور بنوجعفر پر عامل مقرر کر دیا۔ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ یہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا جبکہ دوسرے قول کے مطابق ابوبَرَاء مسلمان نہیں ہوا تھا۔بہرحال یہ دونوں طرح کی ہیں۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 3 صفحہ 485-486 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ کی اطلاع قریباً ایک ہی وقت میں ملی اور آپؐ کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔حتیٰ کہ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ ایسا صدمہ نہ اس سے پہلے آپؐ کو کبھی ہوا تھا اور نہ بعد میں کبھی ہوا۔ واقعی قریباً اسّی صحابیوں کا اس طرح دھوکے کے ساتھ اچانک مارا جانا اور صحابی بھی وہ جو اکثر حفاظ قرآن میں سے تھے اور ایک غریب بے نفس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔عرب کے وحشیانہ رسم و رواج کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو یہ خبر گویا اسّی بیٹوں کی وفات کی خبر کے مترادف تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، کیونکہ ایک روحانی انسان کے لئے روحانی رشتہ یقیناً اس سے بہت زیادہ عزیز ہوتا ہے جتنا کہ ایک دنیادار شخص کو دنیاوی رشتہ عزیز ہوتا ہے۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حادثات کا سخت صدمہ ہوا، مگر اسلام میں بہرصورت صبر کا حکم ہے آپؐ نے یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور پھر یہ الفاظ فرماتے ہوئے خاموش ہو گئے کہ...... ”یہ ابوبَرَاء کے کام کا ثمرہ ہے ورنہ مَیں تو ان لوگوں کے بھجوانے کو پسند نہیں کرتا تھا اور اہل نجد کی طرف سے ڈرتا تھا۔“

واقعاتِ بئر معونہ اور رجیع سے قبائل عرب کے اس انتہائی درجہ کے بغض و عداوت کا پتہ چلتا ہے جو وہ اسلام اور متبعینِ اسلام کے متعلق اپنے دلوں میں رکھتے تھے۔حتیٰ کہ ان لوگوں کو اسلام کے خلاف ذلیل ترین قسم کے جھوٹ اور دغا اور فریب سے بھی کوئی پرہیز نہیں تھا اور مسلمان باوجود اپنی کمال ہوشیاری اور بیدار مغزی کے بعض اوقات اپنی مومنانہ حسن ظنی میں ان کے دام کا شکار ہو جاتے تھے۔حفاظ قرآن، نماز گزار، تہجد خوان، مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ کا نام لینے والے اور پھر غریب مفلس فاقوں کے مارے ہوئے یہ وہ لوگ تھے جن کو ان ظالموں نے دین سیکھنے کے بہانے سے اپنے وطن میں بلایا اور پھر جب مہمان کی حیثیت میں وہ ان کے وطن میں پہنچے تو ان کو نہایت بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کا جتنا بھی صدمہ ہوتا کم تھا، مگر اس وقت آپؐ نے رجیع اور بئر معونہ کے خونی قاتلوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں فرمائی۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 520-521)

واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک نماز میں قنوت فرمایا۔ایک روایت کے مطابق رجیع کے واقعہ اور بئر معونہ کے سانحہ کی المناک خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی رات میں ملی تھی۔ان دونوں واقعات میں صحابہ کرامؓ کو دھوکے اور غداری سے قتل کیا گیا تھا۔رجیع میں صرف دس صحابہؓ تھے جبکہ سریہ بئر معونہ میں ستّر صحابہؓ تھے جن میں سے صرف دو باقی زندہ رہے۔اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بئر معونہ کے واقعہ پر اس قدر گہرا رنج اور ملال لاحق ہوا کہ اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے جس میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات پر اتنا قلق ہوا ہو جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہدائے بئر معونہ پر ہوا۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد6 صفحہ 506 دارالسّلام ریسرچ سنٹر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ بھر نماز فجر میں قنوت فرمایا جس میں رِعل، ذکوان اور بَنُولَحْیَان پر لعنت کرتے رہے۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 108 دار الکتب العلمیة بیروت 2003ء)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رِعل اور ذکوان قبیلوں پر ایک ماہ تک بددعا کی۔ (صحیح البخاری کتاب الوتر باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ حدیث 1003)

صحیح مسلم میں دعا کے الفاظ اس طرح درج ہیں کہ اے اللہ! بنولَحْیَان، رِعل، ذکوان پر لعنت بھیج اور عُصَیَّہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔ غِفَار قبیلے کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اَسْلَم قبیلے کو اللہ سلامت رکھے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات...حدیث 1557)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ رجیع اور بئر معونہ کے سانحہ کی خبروں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملنے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”اس خبر کے آنے کی تاریخ سے لے کر برابر تیس دن تک آپؐ نے ہر روز صبح کی نماز کے قیام میں نہایت گریہ وزاری کے ساتھ قبائل رِعل اور ذکوان اور عُصَیَّہ اور بنولَحْیَان کا نام لے لے کر خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی: اے میرے آقا! تُو ہماری حالت پر رحم فرما اور دشمنانِ اسلام کے ہاتھ کو روک جو تیرے دین کو مٹانے کے لئے اس بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 521)

یہ سریہ بئر معونہ کا واقعہ ہے۔

جیسا کہ مَیں ہمیشہ مظلوموں کے لیے تحریک کرتا ہوں۔فلسطین کے مظلوموں کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔اللہ تعالیٰ ظالموں کی پکڑ کے جلد سامان پیدا فرمائے۔معصوموں کو بھی اسی طرح قتل کیا جا رہا ہے جس طرح ان لوگوں کو، صحابہؓ کو قتل کیا گیا اور دھوکے سے کبھی ایک جگہ بھیجا جاتا ہے، کبھی دوسری جگہ اور پھر وہاں بمباری کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

دنیا کی عمومی حالت کے لیے بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے اور جنگ کے آثار بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ احمدیوں کو جنگ کے بداثرات سے اور اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

پاکستانی احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کریں۔آج کل پھر ان کے لیے مشکلات بڑھ رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو بھی ظالموں سے نجات دلائے۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 28/جون 2024ء صفحہ 2 تا 6)

......☆......☆......☆......

درخواست دعا

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم سیّد ناصر احمد صاحب آف لندن کا بائی پاس آپریشن مورخہ یکم جولائی بروز سوموار ہونا ہے۔آپریشن کی کامیابی، ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور شفائے کاملہ و عاجلہ و فعال زندگی کے لئے احباب سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (نشاط احمد کارکن دفتر صدر مجلس وقف جدید قادیان)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(غزوہ خندق کے بقیہ حالات)

یہ وقت مسلمانوں پر ایک سخت مصیبت کا وقت تھا۔ چنانچہ اس مصیبت کی سختی سے گھبرا کر چند صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! جو صورت حال ہے وہ آپ پر عیاں ہے، ہمارا تو کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ آپ خدا سے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ وہ اس مصیبت کو دور فرمائے اور ہمیں بھی کوئی دعا سکھائیں جو ہم اس موقع پر خدا سے مانگیں۔ آپ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ تم خدا سے یہ دعا کیا کرو کہ وہ تمہاری کمزوریوں پر پردہ ڈالے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمہاری گھبراہٹ کو دور فرمائے۔ اور پھر آپ نے خود یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ وَزَلْزِلْھُمْ۔ اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ آپ نے یہ دعا فرمائی کہ یَاصَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَامُجِیْبَ الْمُضْطَرِیْنَ اکْشِفْ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ وَکَرْبِیْ فَاِنَّکَ تَرٰی مَانَزَلَ بِیْ وَبِاَصْحَابِیْ۔ یعنی ’’اے دنیا میں اپنے احکام کو جاری کرنے والے خدا! اور اے حساب لینے میں دیر نہ کرنے والے! تو اپنے فضل سے کفار کے ان احزاب کو پسپا فرما۔ اے میرے قادر! تو ضرور ایسا ہی کر اور کفار کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما اور ان کی طاقت پر زلزلہ وارد کر۔ اے تکلیف میں مبتلا لوگوں کی آہ وپکار کو سننے والے! اے مضطر لوگوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے! تو ہمارے غم اور فکر اور بے چینی کو دور فرما کیونکہ جو مجھ پر اور میرے اصحاب پر اس وقت مصیبت وارد ہے وہ تیرے سامنے ہے۔‘‘

حسن اتفاق سے اسی وقت یا اس کے قریب قریب ایک شخص نعیم بن مسعود جو قبائل غطفان کی شاخ قبیلہ اشجع سے تعلق رکھتا تھا جو اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے مدینہ میں پہنچ گیا۔ یہ شخص دل میں مسلمان ہو چکا تھا مگر ابھی تک کفار کو اس کے مسلمان ہونے کی اطلاع نہیں تھی۔ اس حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے کمال ہوشیاری سے ایسی تدبیر اختیار کی جس سے کفار میں پھوٹ پیدا ہوگئی۔

سب سے پہلے نعیم بن مسعود قبیلہ بنو قریظہ کے پاس گیا۔ اور چونکہ ان کے ساتھ اس کے پرانے تعلقات تھے وہ ان کے رؤساء سے مل کر کہنے لگا کہ میرے خیال میں تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بدعہدی کرکے قریش وغطفان کے ساتھ مل گئے ہو۔ قریش وغطفان تو یہاں مدینہ میں صرف چند دن کے مہمان ہیں۔ مگر تم لوگوں نے بہرحال یہاں رہنا ہے کیونکہ تمہارا یہ وطن ہے اور یہاں مسلمانوں کے ساتھ ہی تمہارا واسطہ پڑنا ہے۔ اور تم یہ یاد رکھو کہ قریش وغیرہ یہاں سے جاتے ہوئے تمہارا کوئی خیال نہیں کریں گے اور تمہیں یونہی مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ پس تم کم از کم ایسا کرو کہ قریش وغطفان سے کہو کہ بطور یرغمال کے اپنے کچھ آدمی تمہارے حوالہ کر دیں تاکہ تمہیں اطمینان رہے کہ تمہارے ساتھ کوئی غداری نہیں ہوگی۔ رؤساء بنو قریظہ کو نعیم کی یہ بات سمجھ آگئی اور وہ اس بات پر آمادہ ہوگئے کہ قریش سے یرغمالوں کا مطالبہ کریں تاکہ بعد میں انہیں کسی مصیبت کا سامنا نہ ہو۔ اس کے بعد نعیم بن مسعود قریش کے رؤساء کی طرف گیا اور جاکر کہنے لگا کہ بنو قریظہ خائف ہیں کہ کہیں تمہارے چلے جانے کے بعد انہیں کسی مصیبت کا سامنا نہ ہو اس لئے وہ تمہارے اس اتحاد میں متزلزل ہو رہے ہیں اور یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ بطور ضمانت کے تم سے چند یرغمالوں کا مطالبہ کریں۔ مگر تم ان کو ہرگز یرغمال نہ دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے غداری کرکے تمہارے یرغمال مسلمانوں کے حوالہ کر دیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اس نے اپنے قبیلہ غطفان کے پاس جاکر اسی قسم کی باتیں کیں۔ اب خدا کی طرف سے اتفاق ایسا ہوا کہ قریش وغطفان پہلے سے ہی یہ تجویز کر رہے تھے کہ مسلمانوں پر پھر ایک متحدہ حملہ کیا جاوے اور یہ حملہ شہر کے چاروں اطراف میں ایک ہی وقت میں کیا جاوے تاکہ مسلمان اپنی قلت تعداد کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہ کرسکیں اور کسی نہ کسی جگہ سے ان کی لائن ٹوٹ کر حملہ آوروں کو راستہ دے دے۔ اس ارادے کے ماتحت انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ’’محاصرہ لمبا ہو رہا ہے اور لوگ تنگ آرہے ہیں۔ پس ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ سب قبائل مل کر کل کے دن ایک متحدہ حملہ مسلمانوں پر کریں اس لئے تم بھی کل کے حملہ کے واسطے تیار ہوجاؤ۔ بنو قریظہ نے جن کے ساتھ نعیم بن مسعود کی پہلے سے بات ہو چکی تھی یہ جواب دیا کہ کل تو ہمارا سبت کا دن ہے اس لئے ہم معذور ہیں اور ویسے بھی جب تک آپ لوگ اس ضمانت کے طور پر کہ آپ کی طرف سے بعد میں ہمارے ساتھ غداری نہیں ہوگی اپنے کچھ آدمی ہمارے حوالے نہ کر دیں ہم اس حملہ میں شامل نہیں ہوسکتے۔ جب قریش وغطفان کو بنو قریظہ کا یہ جواب گیا تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ واقعی نعیم نے سچ کہا ہے کہ بنو قریظہ ہماری غداری پر تلے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف جب بنو قریظہ کو قریش وغطفان کا یہ جواب گیا کہ ہم یرغمال نہیں دیتے تم نے مدد کو آنا ہے تو ویسے آؤ۔ تو بنو قریظہ نے کہا کہ واقعی نعیم نے ہمیں ٹھیک مشورہ دیا تھا کہ قریش وغطفان کی نیت بخیر نہیں ہے اور اس طرح نعیم کی حسن تدبیر سے کفار کے کیمپ میں انشقاق واختلاف کی صورت پیدا ہوگئی۔

یہ وہ تدبیر ہے جو نعیم نے اختیار کی مگر نعیم کا یہ کمال ہے کہ اس نے ایسے نازک مشن کی ادائیگی میں بھی حتی الوسع کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہیں نکالی جو معین طور پر کذب بیانی کے نام سے موسوم کی جاسکے۔ باقی لطائف الحیل کے طریق پر کوئی تدبیر اختیار کرنا یا کوئی ایسا داؤ چلنا جس سے انسان دشمن کے شر سے محفوظ ہوسکے سو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے بلکہ جنگی فن کا ایک نہایت مفید حصہ ہے جس سے ظالم دشمن کو خائب وخاسر کرنے اور بے جاکشت وخون کے سلسلے کو روکنے میں بہت مدد لی جاسکتی ہے۔

ممکن ہے کہ نعیم بن مسعود کی اس امن پسند کوشش کا نتیجہ ضائع چلا جاتا اور ایک عارضی لغزش وتزلزل کے بعد کفار میں پھر اتحاد وثبات کی روح پیدا ہوجاتی مگر خدا کی طرف سے ایسا اتفاق ہوا کہ ان واقعات کے بعد رات کو ایک نہایت سخت آندھی چلی۔ جس نے کفار کے وسیع کیمپ میں جو ایک کھلی جگہ میں واقع تھا ایک خطرناک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ خیمے اکھڑ گئے۔ قناتوں کے پردے ٹوٹ ٹوٹ کر اُڑ گئے۔ ہنڈیاں اُلٹ اُلٹ کر چولھوں میں گر گئیں۔ اور ریت اور کنکر کی بارش نے لوگوں کے کانوں اور آنکھوں اور نتھنوں کو بھر دیا اور پھر سب سے بڑھ کر غضب یہ ہوا کہ وہ قومی آگیں جو عرب کے قدیم دستور کے مطابق رات کے وقت نہایت التزام کے ساتھ روشن رکھی جاتی تھیں اِدھر اُدھر خس وخاشاک کی طرح اڑ کر بجھنے لگ گئیں۔ ان مناظر نے کفار کے وہم پرست قلوب کو جو پہلے ہی محاصرہ کے تکلیف دہ طول اور اتحادیوں کی باہمی بے اعتمادی کے تلخ تجربے سے متزلزل ہو رہے تھے ایک ایسا دھکا لگایا کہ پھر وہ سنبھل نہ سکے۔ اور صبح سے پہلے پہلے مدینہ کا افق لشکر کفار کے گردوغبار سے صاف ہوگیا۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ جب اس آندھی کا زور ہوا تو ابوسفیان نے اپنے آس پاس کے قریشی رؤساء کو بُلا کر کہا کہ ہماری مشکلات بہت بڑھ رہی ہیں اب یہاں زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم واپس چلے جائیں اور میں تو بہرحال جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے آدمیوں کو واپسی کا حکم دیا اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہوگیا مگر گھبراہٹ کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کے پاؤں کھولنے یاد نہ رہے اور سوار ہونے کے بعد اونٹ کے حرکت نہ کرنے سے یاد آیا کہ اونٹ کے پاؤں ابھی تک نہیں کھولے گئے اس وقت عکرمہ بن ابوجہل ابوسفیان کے پاس کھڑا تھا اس نے کسی قدر تلخی سے کہا کہ ابوسفیان! تم امیر العسکر ہوکر لشکر کو چھوڑ کر بھاگے جارہے ہو اور تمہیں دوسروں کا خیال تک نہیں ہے۔ اس پر ابوسفیان شرمندہ ہوا اور اونٹ سے اتر کر کہنے لگا لو میں ابھی نہیں جاتا مگر تم لوگ جلدی تیاری کرو اور جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔ چنانچہ لوگ جلد جلد تیاری میں لگ گئے اور ابوسفیان تھوڑی دیر کے بعد اپنے اونٹ پر سوار ہوکر واپس روانہ ہوگیا۔ اس وقت تک بنو غطفان اور دوسرے قبائل کو قریش کے اس فرار کا علم تک نہیں تھا۔ مگر جب قریش کا کیمپ سرعت کے ساتھ خالی ہونا شروع ہوا تو دوسروں کو بھی اس کی اطلاع ہوئی جس پر انہوں نے بھی گھبرا کر کوچ کا اعلان کر دیا۔ اور بنو قریظہ بھی اپنے قلعوں کے اندر چلے گئے۔ اور بنو قریظہ کے ساتھ بنو نضیر کا رئیس حیی بن اخطب بھی ان کے قلعوں میں چلا آیا۔ اور اس طرح صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے پہلے سارا میدان خالی ہوگیا۔ اور ایک فوری اور محیر العقول تغیر کے طور پر مسلمان مفتوح ہوتے ہوتے فاتح بن گئے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 591 تا 594، مطبوعہ قادیان 2011)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے۔ جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحہ:6، 7) اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا۔
ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 321، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے، گوہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آسکتا

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 323، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

{1503} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ مائی امیری نائین والدہ عبدالرحیم صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضور علیہ السلام بہت نیک تھے اور بہت عبادت گذار تھے۔ ادھر اُدھر گلیوں میں کبھی نہیں پھرتے تھے۔ عموماً گھر پر ہی رہتے تھے یا مسجد میں جاتے تھے۔ جانو کشمیری عموماً خدمت میں ہوتا تھا۔ حافظ مانا بسا اوقات رات دیر تک پیر دبایا کرتا تھا۔ حضور علیہ السلام کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ جب دہلی اپنے نکاح کے لئے گئے تھے۔ تو یونہی سادگی سے چلے گئے تھے۔

{1504} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت مولوی محمد علی صاحب مرحوم بدوملہوی مہاجر واہلیہ وزیر محمد صاحب مرحوم پنشنر مہاجر نے بواسطہ مکرم محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک روز میری والدہ مرحومہ نے، جب حضور علیہ السلام صحن ہی میں پلنگ پر تشریف فرما تھے، آپ کی خدمت میں کہا کہ میری یہ لڑکی درثمین میں سے یہ شعر پڑھا کرتی ہے اس پر سراج منیر سے حضرت اقدس نے خاکسارہ کو فرمایا کہ ''پڑھو، سناؤ''۔ خاکسارہ نے فداہ نفسی وہ تمام شعر سنادیئے جن کا پہلا شعر یہ ہے۔

زندگی بخش جام احمدؐ ہے کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

حضورؑ نے سر پر پیار کیا اور دونوں دست مبارک سے باداموں کی مٹھی بھر کر خاکسارہ کی جھولی میں ڈال دی۔

{1505} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ محترمہ خیر النساء صاحبہ والدہ سید بشیر شاہ صاحب و بنت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ بارش سخت ہو رہی تھی اور کھانا لنگر میں میاں نجم الدین صاحب پکوایا کرتے تھے۔ انہوں نے کھانا حضورؑ اور بچوں کے واسطے بھجوایا کہ بچے سو نہ جائیں، باقی کھانا بعد میں بھجوا دیں گے۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ ''شاہ جی کے بچوں کو کھانا بھجوا دیا ہے یا نہیں؟'' جواب ملا کہ نہیں۔ ان دنوں دادی مرحومہؓ وہاں رہا کرتی تھیں۔ حضورؑ نے کھانا اٹھوا کر ان کے ہاتھ بھجوایا اور فرمایا کہ ''پہلے شاہ جی کے بچوں کو دو بعد میں ہمارے بچے کھالیں گے۔''

{1506} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ استانی رحمت النساء بیگم صاحبہ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے والد مولوی محمد یوسف صاحب سعدی نے لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ ۳۱۳ میں سے تھے اور سنور کے رہنے والے تھے۔ میں ۱۹۰۷ء میں حضورؑ کے قدموں میں آئی۔ میں اور میرا خاوند ہم دونوں موسمی تعطیلات میں قادیان آئے اور میں حضورؑ کے گھر کے نچلے حصہ میں ٹھہری۔ سخت گرمی تھی اور میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے جو نیچے کھیلتے رہتے تھے۔ آپ کی دو نوکرانیاں تھیں جو بچوں سے اُکتا کر ان کو اور مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں۔ ایک عرصہ تک میں ان کی باتوں کو سنتی رہی آخر ایک دن میرا خاوند آیا تو میں نے اس سے شکایت کی۔ میرے خاوند نے ایک رقعہ لکھ کر مجھ کو دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو دے دینا۔ جب میں وہ رقعہ لے کر اوپر گئی تو آپ اور اماں جان چوبارہ پر ٹہل رہے تھے۔ جب میں نے سلام کہا تو آپ ٹھہر گئے اور رقعہ لے لیا۔ میں نیچے اتر آئی۔ ابھی نیچے اتری ہی تھی کہ آپ نے ایک عورت کو جس کا نام فجو تھا مجھے بلانے کے واسطے بھیجا۔ جب میں حضور میں پہنچی تو آپ نے محبت آمیز لہجہ میں جو باپ کو بیٹی سے ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ محبت کے ساتھ فرمایا ''تم ان کی باتوں سے غم نہ کرو۔ انہوں نے جو تم کو برا بھلا کہا ہے وہ تم کو نہیں مجھ کو کہا ہے۔'' پھر آپ نے ان عورتوں کو خوب ڈانٹا اور ان میں سے ایک کو تو فوراً نکل جانے کا حکم دیا اور دوسری کو خوب ڈانٹا اور فرمایا ''کیا میرے مہمان جو اتنی گرمی میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر، اپنے آراموں کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں تم ان کو برا بھلا کہتی ہو۔ کیا وہ صرف لنگر کی روٹیاں کھانے آتے ہیں؟ اور میرے متعلق کہا کہ اس لڑکی کو آئندہ کچھ تکلیف نہ ہو۔''

تھوڑے عرصہ بعد میاں مبارک احمد صاحب بیمار ہو گئے تو ہم اکثر اوپر رہتی تھیں۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر کسی قسم کے غم کے آثار نہیں تھے۔ جب میاں مبارک احمد صاحب نے وفات پائی تو آپ دیکھ کر اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر چوبارہ پر تشریف لے گئے اور اس وقت تک نہ اترے جب تک جنازہ تیار نہ ہوا۔ آپ کو فطرتی غم تھا اور ایک طرف خوشی بھی تھی کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ ''اللہ کی امانت تھی جو کہ خدا کے پاس چلی گئی۔'' لیکن جب بھی میں آپ کو دیکھتی آپ کو خوش ہی دیکھتی۔

آپ اپنے مہمانوں کا زیادہ خیال رکھتے تھے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے تھے اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے۔ جب ہماری چھٹیاں ختم ہونے کو آئیں تو میں نے حضور علیہ السلام سے گھر جانے کی اجازت مانگی جو کہ حضور علیہ السلام نے بخوشی منظور کر لی۔

{1507} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ محترمہ اہلیہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح کے وقت آفتاب نکلنے کے بعد بسراواں کی طرف سیر کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت اُم المومنین کے علاوہ چند اور عورتیں بھی تھیں جن میں سے میرے علاوہ مرزا خدا بخش صاحب جھنگ والے کی بیوی ام حبیبہ، محمد افضل صاحب کی بیوی سردار، حافظ احمد اللہ صاحب کی بیوی اور اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ وغیرہ بھی تھیں۔ ان دنوں حضور علیہ السلام کے ہمراہ صبح کو پانچ چھ عورتیں اور حضرت اُم المومنین سیر کو جایا کرتی تھیں اور عصر کے بعد مرد جایا کرتے تھے بعض اوقات صبح کو بجائے عورتوں کے مرد ہی صبح کو جایا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام اکثر محلہ دارالانوار کی طرف والے رستہ پر سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ حضورؑ جب سیر کے واسطے نکلتے تو سکھ لوگ بے ادبی کے کلمات زبان سے نکالتے جو حضورؑ اور حضور کے ہمراہ عورتوں کو سنائی دیتے تھے مثلاً ''مرزا بھیڑ بکریاں لے کر باہر نکلتا ہے۔'' جب سکھ لوگ اس طرح کے فقرے لگاتے تو بعض اوقات مرزا خدا بخش اور محمد افضل صاحب کی بیوی حضورؑ کو توجہ دلاتیں تو حضورؑ فرماتے ''ان کو بولنے دو۔ تم خاموش رہو اور ادھر توجہ ہی نہ کرو۔''

{1508} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ محترمہ عصمت بیگم صاحبہ عرف زمانی اہلیہ حکیم محمد زمان صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک روز حضور علیہ السلام سوئے ہوئے تھے اور میں پیر کی طرف فرش پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ پیر دبا رہی تھی۔ حضورؑ کے پیر مبارک کا انگوٹھا ہل رہا تھا۔ اتنے میں اماں جان آئیں اور حضور کو آواز دی کہ سنتے ہو، سنتے ہو۔ حضورؑ کی آنکھ کھل گئی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ''تم نے مجھ کو جگا دیا الہام ہو رہا تھا۔ کیا پتہ کہ زمانی کے لئے ہو رہا تھا اس کا بھلا ہو جاتا۔''

میں روز حضورؑ کے پاس دعا کے لئے جاتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اب میری چار لڑکیاں اور ایک لڑکا سلامت ہیں۔''

{1509} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ محترمہ عائشہ صاحبہ بنت احمد جان صاحب خیاط پشاوری زوجہ چوہدری حاکم علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۹۰۶ء میں جب میری والدہ مرحومہ فوت ہوگئی تھیں تو مجھے اماں جی اہلیہ خلیفہ اولؓ اپنے گھر لے گئیں۔ ناشتہ وغیرہ کرایا۔ پھر چار پانچ یوم کے بعد حضرت اُم المومنین مجھے اپنے گھر لے آئیں۔ جہاں اب اماں جان کا باورچی خانہ ہے وہاں میرا سر دھلوا رہی تھیں۔ ایک عورت میرے سر میں پانی ڈالتی جاتی تھی۔ حضرت اُم المومنین میرے سر کو صابن ملتیں اور دھوتی تھیں۔ وہ عورت پانی زیادہ ڈال دیتی تھی۔ حضور علیہ السلام وہاں ٹہل رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے لوٹا اس کے ہاتھ سے لے کر میرے سر پر پانی ڈالا۔ پھر حضور علیہ السلام آہستہ آہستہ پانی ڈالتے جاتے تھے اور اُم المومنین کنگھی کرتی جاتی تھیں۔ حضورؑ فرماتے کہ ''اس طرح جوئیں نکل جائیں گی۔''

{1510} **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحب مرحومؓ و خوشدامن مولوی عبدالرحمن صاحب (جٹ) فاضل نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحبؓ بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضورؑ کو گڑ کے میٹھے چاول بہت پسند تھے۔ حضورؑ مسجد میں کھانا کھا رہے تھے کہ میں نے میٹھے چاول بھیج دیئے۔ حضورؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو پوچھا کہ ''یہ چاول کس نے پکائے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی کہ حضورؑ! مجھے معلوم نہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ''حافظ حامد علی صاحب کی بیوی نے پکا کر بھیجے ہیں۔ بہت اچھے پکائے ہیں ان کے واسطے دعا کرو۔''

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کے اپنے عمل اور سازشوں اور بغاوتوں اور ایک دوسرے کے حق نہ ادا کرنے اور ذاتی مفادات کو قومی اور ملّی مفادات پر ترجیح دینے سے ہی پہنچا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو بھولنے اور اپنے مقصد کو نظر انداز کرنے سے ہی پہنچا ہے۔ (خطبہ جمعہ 17 مارچ 2017)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تبلیغ کے لئے، اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے، اسلامی احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ اس طرح جس طرح یہ آجکل کے نام نہاد علماء یا شدت پسند گروہ کر رہے ہیں۔ تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا۔ (خطبہ جمعہ 17 مارچ 2017)

طالب دعا: بی۔ ایس۔ عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

خطبہ جمعہ

غزوۂ بنونضیر کے اسباب اور حالات و واقعات کا پُراثر بیان نیز پاکستانی احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک

’’اس غزوہ کا سبب بیان کرتے ہوئے اربابِ حدیث وسیر مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے اس غزوہ کے زمانہ کے متعلق بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے‘‘ (حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

حُیَی بن اخطب نے کہا: اَے یہود کی جماعت!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان کی تعداد دس سے بھی کم ہے۔ اس گھر کے اوپر سے بڑا پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو۔ تمہیں اس سے بہتر موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔ اگر انہیں قتل کر دیا تو ان کے ساتھی بکھر جائیں گے۔ مکہ سے آئے ہوئے ان کے ساتھی واپس مکہ چلے جائیں گے اور یہاں صرف اوس اور خزرج رہ جائیں گے جو تمہارے حلیف ہیں اس لیے تم جو کرنا چاہتے ہو ابھی کر ڈالو

اللہ تعالیٰ جلد پاکستانی احمدیوں کو بھی ان ظالموں سے نجات دلائے اور وہاں بھی ہمارے حالات بہتر ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر مقدمے اور تنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے

مکرم غلام سرور صاحب شہید ابن مکرم بشیر احمد صاحب آف سعد اللہ پور منڈی بہاؤالدین، مکرم راحت احمد باجوہ صاحب شہید ابن مکرم مشتاق احمد باجوہ صاحب آف سعد اللہ پور منڈی بہاؤالدین اور مکرم ملک مظفر خان جوئیہ صاحب کینیڈا کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

اللہ تعالیٰ ان شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14/ جون 2024ء بمطابق 14/ احسان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آج غزوۂ بنونضیر کا کچھ ذکر کروں گا۔ قبیلہ بنونضیر کا تعارف یہ ہے کہ بنونضیر مدینہ کے یہود کا ایک خاندان تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ بنونضیر خیبر کے یہود کا ایک قبیلہ تھا اور ان کی بستی کو زَہرہ کہا جاتا تھا۔

(سیرت الحلبیہ جلد 2 صفحہ 356 دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت بنونضیر کا سردار حُیَیّ بن اَخْطَب تھا۔ اس کے آباؤ اجداد میں چھٹی نسل میں نَضِیر بن نَحّام کا نام آتا ہے جس کے نام سے یہ قبیلہ بنونضیر کہلاتا ہے۔ امّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنونضیر کے اسی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ حیی بن اخطب کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت ہارونؑ سے جا ملتا ہے۔ حیی کے نسب میں کئی اشخاص انبیاء کے شرف سے نوازے گئے جن پر اسے فخر تھا اور اسی گھمنڈ میں یہ کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اس دنیا میں مہربان ہے اور آخرت میں بھی وہ ہم پر شفقت اور مہربانی فرمائے گا۔ وہ ہمیں گناہوں کی وجہ سے چند دن سزا دے گا بالآخر جنت ہی ہمارا ٹھکانہ ہوگا۔ اسی نسبی فخر اور تکبر کے باعث حیی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روگردانی کی تھی۔

قبیلہ بنونضیر محل وقوع کے اعتبار سے مسجد قبا سے شمال مشرق کی طرف آدھا میل دُور تھا اور وسطی مدینہ سے اس کی آبادی پہلے آتی تھی اور مسجد قبا اس سے تھوڑے فاصلے پر آگے جنوبی جانب واقع تھی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 171-172 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

غزوۂ بنونضیر ربیع الاول چار ہجری میں پیش آیا۔ ایک قول یہ ہے کہ غزوۂ اُحد سے پہلے کا واقعہ ہے اور امام بخاری کا قول بھی یہی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اسی جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ ابنِ اسحاق کے نزدیک یہ جنگ اُحد اور بئر معونہ کے بعد ہوا تھا۔ البتہ علامہ ابنِ کثیر اور ان کے علاوہ اکثر مؤرخین اور سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ غزوۂ بنونضیر غزوہ اُحد کے بعد ہی ہوا تھا۔ (سیرت الحلبیہ جلد 2 صفحہ 357 دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر ... الخ)

غزوہ بنونضیر کے اسباب کے متعلق بیان ہوا ہے کہ قریش مکہ نے غزوۂ بدر سے پہلے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اوس اور خزرج کے دیگر بت پرستوں کو لکھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کو پناہ دی ہے۔ مدینہ میں تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا ان کے

ساتھ قتال کرو یا انہیں اپنے شہر سے نکال دو یا پھر ہم عرب کو اکٹھا کر کے تم پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ تمہارے جنگجوؤں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ تمہاری عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کر دیں گے۔ کفارِ مکہ نے یہ خط مدینہ کے سرداروں کو لکھا۔ جب ابنِ اُبَی اور دیگر بت پرستوں کو یہ خط ملا تو انہوں نے ایک دوسرے کی طرف پیغام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپؐ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ انہیں ملے یعنی مدینہ کے سرداروں کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نے تمہیں سخت دھمکی آمیز خط لکھا ہے۔ یہ خط تمہیں کسی فریب میں مبتلا نہ کر دے کہ تم خود کو مکر وفریب میں مبتلا کر دو اور تم اپنے ہی بھائیوں اور بیٹوں سے لڑنے لگو۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی تو انہیں یہ بات سمجھ آ گئی اور انہوں نے اپنے ارادے ملتوی کر دیے اور منتشر ہو گئے اور یوں قریش مکہ کی یہ دھمکی کارگر نہ ہوئی۔

پھر قریش نے غزوۂ بدر کے بعد یہود کی طرف ایک خط لکھا کہ تمہارے پاس اسلحہ ہے اور تم قلعوں کے مالک ہو۔ یا تو تم ہمارے ساتھی کے ساتھ قتال کرو وگرنہ ہم تم پر چڑھائی کریں گے اور تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنی باندیاں بنا لیں گے۔ جب یہ خط یہود تک پہنچا تو بنونضیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دھوکا کرنے پر اتفاق کر لیا کیونکہ یہود کے قبائل تو پہلے ہی چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے اور مسلمانوں کے تسلّط اور طاقت کو جتنا جلد ممکن ہو ختم کیا جا سکے۔ اب انہوں نے سوچا کہ کوئی ایسا منصوبہ کیا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ تیس صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں۔ ہمارے تیس علماء بھی آپ کے پاس حاضر ہوں گے یہاں تک کہ ہم ایسی جگہ پر ملیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں ہو۔ یعنی کوئی ایسی جگہ چن لیں جو مشترکہ ہے۔ وہ یعنی ان کے لوگ آپ کا کلام سنیں گے۔ اگر انہوں نے یعنی ان یہودی علماء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی اور آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ دوسرے روز آپؐ تیس صحابہ کے ہمراہ ان کی طرف نکلے۔ تیس یہودی علماء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ جب یہود کھلے میدان میں نکلے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ تم ان پر کیسے حملہ آور ہو گے حالانکہ آپ کے ہمراہ تیس ساتھی ہیں۔ ان تیس ساتھیوں کے ساتھ تو حملہ آور ہونا مشکل ہے جو ایسے ساتھی ہیں جو آپؐ پر جان وار کرنے والے ہیں۔ اس پر یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ ہم ساٹھ افراد باہم کیسے افہام وتفہیم کریں گے۔ آپ ایسا کریں کہ تین ساتھیوں کو لے کر آئیں اور ہم بھی اپنے تین علماء لے آتے ہیں وہ آپ کی بات چیت سنیں گے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صحابہ کے ساتھ آنے کی بات مان لی۔ تین یہودی علماء بھی نکلے۔ ان یہودیوں کے پاس خنجر تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے کے لیے تیار تھے اور راستے میں ہی تھے کہ بنونضیر کی ایک خیر خواہ عورت نے ایک انصاری مسلمان کو بنونضیر کی اس ساری منصوبہ بندی کا بتا دیا جو انہوں نے آپ کو دھوکا دینے کا منصوبہ کیا تھا۔ اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہود کے اس ارادے سے آگاہ کر دیا اور قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے پاس پہنچتے آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 317 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

اس غزوہ کا ایک اَور سبب بیان کرتے ہوئے ایک مصنف نے لکھا ہے کہ بنونضیر نے خفیہ طور پر قریش کو پیغام بھیجا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر اکسایا بلکہ انہیں مسلمانوں کی چند دفاعی کمزوریاں بھی بتلائی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قریش مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے اُحد کے پاس خیمہ زن ہوئے تھے۔ یہ سبب صرف موسیٰ بن عُقبہ نے ذکر کیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق جنگِ اُحد سے پہلے یہود نے بھی قریش مکہ کو خوب بھڑکایا تھا جس کے نتیجہ میں جنگِ اُحد برپا ہوئی تھی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 175-176 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

اس غزوہ کا ایک اہم اور فوری سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بئر معونہ سے واپسی پر جب حضرت عَمرو بن اُمَیّہ ضَمری رضی نے بنو عامر کے دو افراد کو قتل کیا تھا جن کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا اور اب ان کی دیّت کا معاملہ تھا۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ (سیرت الحلبیہ جلد 2 صفحہ 357 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے جو معاہدہ کیا تھا اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ أَنْ يُعَاوِنُوْهُ فِي الدِّيَاتِ یعنی وہ لوگ دیت کے معاملات میں مسلمانوں سے تعاون کریں گے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 172 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

اس واقعہ کی تفصیل جیسا کہ پہلے بئر معونہ کی تفصیل میں بھی بیان ہو چکی ہے یہ ہے کہ حضرت عَمرو بن اُمَیّہ ضَمریؓ بئر معونہ سے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ جب قناۃ مقام پر پہنچے۔ قناۃ مدینہ اور اُحد کے درمیان مدینہ کی تین مشہور وادیوں میں سے ایک وادی ہے جہاں کھیتی باڑی ہوتی تھی، تو بنو عامر میں سے دو افراد ان کو ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ معاہدہ کر رکھا تھا۔ حضرت عمروؓ نے ان سے ان کا نسب پوچھا تو ان دونوں نے اپنا نسب بتایا۔ یہ دونوں افراد ان کے ساتھ ہی رہے۔ پھر جب وہ دونوں سو گئے تو حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے ان پر حملہ کیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر جلد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت برا کیا۔ ان کا ہمارے ساتھ معاہدہ اور امان تھی۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے عرض کیا مجھے اس معاہدے کا علم نہ تھا۔ میں انہیں مشرک سمجھتا تھا۔ ان کی قوم نے ہمارے ساتھ دغا کیا تھا۔ حضرت عمروؓ ان کا سامان اور کپڑے بھی ساتھ لے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں، ان کے لواحقین کو ان کا سامان اور کپڑے واپس کرنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیزیں ان کی دیت کے ساتھ بھیج دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے روز بنونضیر کی طرف تشریف لے گئے۔ مسجد قبا میں نماز ادا فرمائی۔ مہاجرین اور انصار میں سے بعض صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کے ہاں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دس سے بھی کم صحابہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی محفلوں میں بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تاکہ ان کے ساتھ بات چیت کریں کہ وہ ان دو آدمیوں کی دیت ادا کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں جنہیں حضرت عمروؓ نے قتل کیا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 318 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

(فرہنگِ سیرت صفحہ 239 مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی)

اس غزوے کے اسباب کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا ہے جس سے کچھ اَور وضاحت ہوتی ہے کہ ''اس غزوہ کا سبب بیان کرتے ہوئے اربابِ حدیث وسِیر مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے اس غزوہ کے زمانہ کے متعلق بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت میاں صاحب لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق اور ابن سعد جن کی اتباع میں نے اس جگہ بلا کسی خاص تحقیق کے اختیار کی ہے۔ غزوہ بنونضیر کو غزوہ اُحد اور واقعہ بئر معونہ کے بعد بیان کرتے ہیں اور اس کا سبب یہ لکھتے ہیں کہ عَمرو بن اُمَیّہ ضَمری جنہیں کفار نے بئر معونہ کے موقعہ پر قید کر کے چھوڑ دیا تھا۔ وہ جب واپس مدینہ کی طرف آ رہے تھے تو انہیں راستہ میں قبیلہ بنو عامر کے دو آدمی ملے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے۔ چونکہ عمرو کو اس عہد وپیمان کا علم نہیں تھا اس لئے اس نے موقعہ پا کر ان دو آدمیوں کو شہداء بئر معونہ کے بدلے میں قتل کر دیا جن کے قتل کا باعث قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس عامر بن طفیل ہوا تھا۔ گو...... خود قبیلہ بنو عامر کے لوگ اس قتل وغارت سے دست کش رہے تھے۔'' انہوں نے جنگ نہیں کی تھی لیکن بہر حال ان کو یہ پتا تھا کہ اس نے دھوکا کیا ہے اس لئے انہوں نے سمجھا کہ یہ ہمارے دشمن ہیں اور قتل کر دیا۔ ''جب عمرو بن امیہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا عرض کیا اور ان دو آدمیوں کے قتل کا واقعہ بھی سنایا۔ آپؐ کو جب ان دو آدمیوں کے قتل کی اطلاع ہوئی تو آپؐ عمرو بن امیہ کے اس فعل پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ وہ تو ہمارے معاہد تھے اور آپؐ نے فوراً ان ہر دو مقتولین کا خون بہا ان کے ورثاء کو بھجوا دیا لیکن چونکہ قبیلہ بنو عامر کے لوگ بنونضیر کے بھی حلیف تھے اور بنونضیر مسلمانوں کے حلیف تھے اس لئے معاہدہ کی رو سے اس خون بہا کا بار حصہ رسدی بنونضیر پر بھی پڑتا تھا۔'' کیونکہ ان کا بنونضیر کے ساتھ آپس میں معاہدہ تھا اور مسلمانوں کے ساتھ بھی تھا تو انہوں نے بہر حال کچھ حصہ اس میں share کرنا تھا۔ کچھ حصہ انہوں نے بھی دینا تھا'' چنانچہ آپؐ ''اس وجہ سے اپنے چند صحابیوں کو ساتھ لے کر بنونضیر کی آبادی میں پہنچے اور ان سے یہ سارا واقعہ بیان کر کے خون بہا کا حصہ مانگا۔'' کہ غلطی سے یہ اس طرح قتل کیا ہے اور اس کی دیت دینی چاہیے۔ ہم اپنا حصہ بھی دیتے ہیں اور تمہارا ابھی ہمارے ساتھ معاہدہ ہے اس لیے تم بھی اپنا حصہ دو۔

پھر لکھتے ہیں کہ ''...... یہ وہ روایت ہے جس کی اکثر مؤرخین نے اتباع کی ہے۔ حتی کہ یہی روایت تاریخ میں عام طور پر شائع اور متعارف ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر امام زُہری کی یہ روایت صحیح احادیث میں مروی ہوئی ہے کہ جنگِ بدر کے بعد مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خاص طور پر کس سال اور کس ماہ میں مکہ کے رؤساء نے بنونضیر کو یہ خط لکھا تھا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرو ورنہ ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے۔ اس پر بنونضیر نے باہم مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ کسی حکمتِ عملی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے اور اس کے لئے انہوں نے یہ تجویز کی کہ آپؐ کو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلائیں اور وہاں موقعہ پا کر آپؐ کو

قتل کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ ہم آپؐ کے ساتھ اپنے علماء کا مذہبی تبادلہ خیالات کروانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم پر آپؐ کی صداقت ظاہر ہوگئی تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ پس آپ مہربانی کر کے اپنے کوئی سے تیس اصحاب کو ساتھ لے کر تشریف لے آئیں۔ ہماری طرف سے بھی تیس علما ہوں گے اور پھر باہم تبادلہ خیالات ہو جائے گا۔ ایک طرف تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا اور دوسری طرف یہ تجویز پختہ کر کے اس کے مطابق پوری پوری تیاری کر لی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو یہی یہودی ’’علماء‘‘ جن کے پاس خنجریں پوشیدہ ہوں موقعہ پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ مگر قبیلہ بنونضیر کی ایک عورت نے ایک انصاری شخص کو جو رشتہ میں اس کا بھائی لگتا تھا اپنے قبیلہ والوں کے اس بد ارادے سے بروقت اطلاع دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ابھی گھر سے نکلے ہی تھے یہ اطلاع پا کر واپس تشریف لے آئے اور فوراً تیاری کا حکم دیا اور صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر بنونضیر کے قلعوں کی طرف روانہ ہو گئے اور جاتے ہی ان کا محاصرہ کر لیا اور پھر ان کے رؤساء کو پیغام بھیجا کہ جو حالات ظاہر ہوئے ہیں ان کے ہوتے ہوئے میں تمہیں مدینہ میں رہنے نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ تم ازسرنو میرے ساتھ معاہدہ کر کے مجھے یقین نہ دلاؤ کہ آئندہ تم بدعہدی اور غداری نہیں کرو گے۔ مگر یہود نے معاہدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اس طرح جنگ کی ابتداء ہو گئی اور بنونضیر نہایت متمردانہ طریق پر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔‘‘ یعنی بڑی سرکشی دکھاتے ہوئے اور تکبر دکھاتے ہوئے قلعہ بند ہو کے بیٹھ گئے کہ ہمارے پاس طاقت ہے۔ ’’دوسرے دن آپؐ کو یہ اطلاع ملی یا آپؐ نے قرائن سے خود معلوم کر لیا کہ یہود کا دوسرا قبیلہ بنوقریظہ بھی کچھ بگڑ بیٹھا ہے۔ چنانچہ آپؐ صحابہ کے ایک دستہ کو ساتھ لے کر بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ بنوقریظہ نے جب دیکھا کہ راز کھل گیا ہے تو وہ ڈر گئے اور معافی کے خواستگار ہو کر ازسرنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امن وامان اور باہمی اعانت کا معاہدہ کر لیا۔ جس پر آپؐ نے ان کا محاصرہ اٹھا لیا اور پھر بنونضیر کے قلعوں کی طرف تشریف لے آئے لیکن بنونضیر بدستور اپنی ضد اور عداوت پر اڑے رہے اور ایک باقاعدہ جنگ کی صورت پیدا ہوگئی۔

یہ وہ دو مختلف روایتیں ہیں جو غزوہ بنونضیر کے باعث کے متعلق بیان کی گئی ہیں اور گو تاریخی لحاظ سے مؤخر الذکر روایت زیادہ درست اور صحیح ہے اور دوسری احادیث میں بھی زیادہ تر اِسی روایت کی تائید پائی جاتی ہے لیکن چونکہ پہلی روایت کو مؤرخین نے زیادہ کثرت کے ساتھ قبول کیا ہے اور بعض صحیح احادیث میں بھی اُس کی صحت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے باوجود زُہری کے قول کو ترجیح دینے کے قبیلہ عامر کے دو مقتولوں کی دیت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہماری رائے میں اگر دونوں روایتوں کو صحیح سمجھ کر ملا لیا جاوے تو کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ البتہ اس سے غزوہ کے زمانہ کے متعلق ان روایتوں میں سے کسی ایک روایت کو ترجیح دینی پڑے گی۔ کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے ہر دو روایات کو صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنونضیر کی طرف سے مختلف مواقع پر مختلف اسباب جنگ کے پیدا ہوتے رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ڈھیل دیتے رہے اور درگزر سے کام فرمایا۔ لیکن جب آخری سبب بئر معونہ کے واقعہ کے بعد ہوا، تو آپؐ نے انہیں ان کی ساری کارروائیاں جتلا کر ان کے خلاف فوج کشی فرمائی۔ گویا یہ جتنے مختلف اسباب بیان ہوئے ہیں یہ سب اپنی اپنی جگہ درست تھے مگر آخری تحریکی سبب وہ تھا جو بنو عامر کے دو مقتولوں کی دیت کے مطالبہ کے وقت پیش آیا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔‘‘ یہ سارا بیان جو میں نے کیا ہے یہ سیرت خاتم النبیینؐ میں سے لیا ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 522 تا 525)

پھر لکھا ہے کہ بنونضیر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ناپاک سازش بھی تھی۔ یہ بھی ایک وجہ بنی تھی۔ اس بارے میں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ دیت کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بنونضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتے کے دن نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد قبا میں نماز ادا کی۔ پھر حسبِ معاہدہ بنونضیر کے پاس جا کر دیت کا مطالبہ کیا۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 38 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جن اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے ان کی تعداد دس سے کم تھی۔ اس روایت میں یہ لکھا ہے۔ ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے نام بھی ملتے ہیں۔

(کتاب المغازی جلد1 صفحہ309 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر یہود سے دیت کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہاں ابوالقاسم۔ آپ پہلے کھانا کھا لیجئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی طرف آتے ہیں۔ اسی طرح یہودیوں نے ظاہری طور پر تو بڑی خندہ پیشانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی لیکن در پردہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھروں کی ایک دیوار کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہود نے آپس میں مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ انہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے لیے تمہیں اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا اس لیے بتاؤ کون ہے جو اس مکان کی چھت پر چڑھ کر دیوار پر سے ایک بڑا پتھر آپ کے اوپر گرا دے تا کہ ہمیں آپ سے نجات مل جائے۔

(سیرت الحلبیہ جلد2 صفحہ 357 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ایک اَور مصنف یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ان کے سردار حُیَیّ بن اَخْطَب نے کہا اے یہود کی جماعت! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان کی تعداد دس سے بھی کم ہے۔ اس گھر کے اوپر سے بڑا پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو۔ تمہیں اس سے بہتر موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔ اگر انہیں قتل کر دیا تو ان کے ساتھی بکھر جائیں گے۔ مکہ سے آئے ہوئے ان کے ساتھی واپس مکہ چلے جائیں گے اور یہاں صرف اوس اور خزرج رہ جائیں گے جو تمہارے حلیف ہیں اس لیے تم جو کرنا چاہتے ہو ابھی کر ڈالو۔ اس پر ایک بدبخت یہودی عمرو بن جَحَّاش بولا: میں اس گھر پر چڑھ کر پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نعوذ باللہ قتل کروں گا۔ جب یہ ساری مشاورت ہو رہی تھی اس وقت بنونضیر کے ایک سردار سَلَّام بن مِشْکَم نے کہا: اے یہود کی جماعت! تم بے شک ساری زندگی میری مخالفت کر لینا لیکن آج میری بات مان لو۔ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے اس ارادے کی خبر کر دی جائے گی اور یہ ہمارے اور ان کے درمیان معاہدے کی خلاف ورزی ہوگی۔ لیکن یہود نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنے عزم پر قائم رہے۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 39-40 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

اور پھر جو اگلی کارروائی ہے کہ کیا کیا انہوں نے، کس طرح قتل کا ارادہ کیا اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور ان کے منصوبوں کو ناکام بنایا۔ وہ مَیں ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیان کروں گا

آخر پہ مَیں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ ان پر آج کل پھر سختیاں وارد کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد پاکستانی احمدیوں کو بھی ان ظالموں سے نجات دلائے اور وہاں بھی ہمارے حالات بہتر ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر مقدمے اور تنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جمعہ کے بعد میں جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ اس میں پہلے ان کا ذکر کر دوں۔

پہلا ذکر ہے مکرم غلام سرور صاحب شہید ابن مکرم بشیر احمد صاحب کا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا ذکر راحت احمد باجوہ صاحب ابن مکرم مشتاق احمد باجوہ صاحب کا ہوگا جو سعد اللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے تھے جن کو 8/جون کو شہید کر دیا گیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ایک معاند احمدیت نے یکے بعد دیگرے فائر کر کے غلام سرور صاحب اور راحت باجوہ صاحب کو شہید کیا تھا۔ بوقتِ شہادت غلام سرور صاحب شہید کی عمر چونسٹھ سال جبکہ راحت باجوہ صاحب شہید کی عمر بتیس سال تھی۔ تفصیلات کے مطابق غلام سرور صاحب شہید احمدیہ مسجد سعد اللہ پور سے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر واپس جا رہے تھے کہ گھر کے قریب ایک معاند احمدیت سید علی رضا جو مقامی مدرسہ کا طالبعلم تھا اس نے غلام سرور صاحب کا تعاقب کر کے پستول سے فائر کر دیا۔ سر میں گولی لگنے سے آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ وقوعہ کے بعد قاتل موقع سے چلا گیا اور گاؤں کی دوسری جانب جا کر ایک اَور احمدی مکرم راحت احمد باجوہ صاحب کو بھی فائر کر کے شہید کر دیا جس کے بعد قاتل کی گرفتاری عمل میں آئی۔ وقوعہ کے بعد قاتل نے پولیس کو اپنے اقراری بیان میں بتایا کہ ہاں میں نے ان کو مارا ہے۔ اس نے یہ کارروائی جنت کے حصول کے لیے کی ہے۔ کہنے لگا کہ مَیں نے تو جنت حاصل کرنے کے لیے سب کچھ کیا ہے۔ اگر مجھے کوئی اَور احمدی بھی نظر آ جاتا تو میں اُس کی جان لینے سے بھی گریز نہ کرتا۔

تو مولویوں کے سکھائے ہوئے اسلام کی تعلیم کا لوگوں پر تو یہ اثر ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم دے رہے ہیں اور اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد پکڑ کے سامان فرمائے۔

غلام سرور صاحب شہید ابن بشیر احمد صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا حضرت شرف دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے طاعون کے نشان سے متاثر ہو کر سعد اللہ پور کے دیگر احباب کے ہمراہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے توسط سے بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 1903ء میں مقدمہ جہلم کے موقع پر جہلم تشریف لانے پر ان کی زیارت کی سعادت بھی ملی۔ شہید مرحوم بفضلِ خدا نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ پنجگانہ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار تھے۔ درود شریف بہت زیادہ کثرت سے کرنے والے، نفلی روزوں کے علاوہ تلاوت قرآن کریم سے خصوصی شغف تھا۔ اس کے علاوہ جماعتی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے اور نفل روزانہ کا ان کا معمول تھا۔ جماعت کے لیے دو

نفل باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے۔ روزانہ کی بنیاد پر صدقہ دیا کرتے تھے۔ پردہ پوشی کے ساتھ مستحقین کی معاونت کرتے تھے۔ کبھی کسی سوالی کو گھر سے خالی نہ جانے دیتے تھے۔ مقامی جماعت میں جنرل سیکرٹری کے علاوہ انہیں بطور مربی اطفال سعد اللہ پور بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ کئی سعید روحوں کو آپ کے توسط سے بیعت کی توفیق ملی۔ ماضی میں کلمہ مہم کے دوران دیگر احباب کے ساتھ تین چار دن کے لیے بغیر مقدمہ درج کیے ان کو اسیرِ راہ مولیٰ ہونے کی بھی سعادت ملی۔

قائد ضلع شاہد عمران ہیں، مرحوم کے بھتیجے بھی ہیں، کہتے ہیں کہ شہید مرحوم بار بار اس خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی ایسے کام کی توفیق دے جس کی بدولت جماعت احمدیہ کی تاریخ میں میرا نام سنہری حروف میں لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش اس طرح پوری کردی۔ پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ ساجدہ پروین صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کی دو چھوٹی بیٹیاں ہیں جو ایک ایف ایس سی میں تعلیم حاصل کررہی ہے اور ایک میٹرک میں۔ باقی بچے تو شادی شدہ ہیں۔ اطاعت کا جذبہ کہتے ہیں ان میں کمال کا تھا۔ صدر جماعت نے بیان کیا کہ ان کی شہید مرحوم کے ساتھ عزیز داری بھی تھی اور کبھی کبھار ان سے رنجش بھی ہو جاتی تھی۔ آپس کے تعلقات میں باتوں میں اونچ نیچ ہو جاتی ہے مگر جب جماعتی معاملہ آتا تو یہ کہتے کہ آپ صدر جماعت ہیں۔ جو بات بھی آپ کہیں گے اس کی کامل پابندی کروں گا۔ یہ ایک نمونہ تھا جو انہوں نے دکھایا۔ لوگوں کی بہت ساری شکایتیں آتی ہیں کہ اپنے ذاتی رنجوں کی بنا پہ جماعتی نظام سے تعاون نہیں کرتے لیکن انہوں نے کبھی یہ اظہار نہیں ہونے دیا۔ کامل اطاعت کے ساتھ انتظامیہ کی اطاعت کی ہے۔

ملک امان اللہ صاحب مربی ضلع کہتے ہیں کہ میرا غلام سرور صاحب کے بارے میں مشاہدہ یہ رہا کہ مسجد میں ہمیشہ پہلے آکر پہلی صف میں دائیں طرف بیٹھ جاتے۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ نہایت عاجز اور منکسر المزاج انسان تھے۔ خلافت سے خاص محبت تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کا بھی ذوق رکھتے تھے اور تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مجالسِ عرفان اور دیگر آڈیو ویڈیو اپنے پاس رکھتے تھے اور بڑے شوق سے سنا کرتے تھے اور دیکھا کرتے تھے۔ ایک مربی نے لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مسجد پہ حملہ ہوا ہے اور میں شہید ہو گیا ہوں یعنی مربی۔ تو مربی صاحب نے یہ خواب جب ان کو سنائی تو شہید مرحوم کہنے لگے: مربی صاحب دیکھتے ہیں پہلے آپ شہید ہوتے ہیں یا مَیں۔ یہ بھی لگتا ہے کہ ان کو پہلے کوئی اشارہ ملا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے یہ بات کہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسل میں بھی ان کی نیکیاں جاری رکھے اور کامل وفا سے ان کو رہنے کی توفیق دے۔

دوسرا ذکر مکرم راحت احمد باجوہ صاحب شہید کا ہے۔ یہ مشتاق احمد باجوہ صاحب کے بیٹے تھے۔ تفصیلات کے مطابق راحت باجوہ صاحب سعد اللہ پور بس سٹاپ پر واقع اپنے پکوان سینٹر سے واپس اپنے گھر آ رہے تھے کہ مذکورہ قاتل سید علی رضا نے ان پر بھی پسٹل سے فائر کر دیا۔ سر میں گولی لگنے سے آپ بھی موقع پر شہید ہو گئے۔ راحت احمد باجوہ صاحب شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم رشید احمد صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے اپنے بھائی مکرم حفیظ اللہ صاحب کے ذریعہ 1978ء میں بیعت کی تھی۔ شہید مرحوم بفضلہٖ تعالیٰ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ جب بھی کسی احمدی کی شہادت کی انہیں اطلاع ملتی تو رشک سے اس امر کا اظہار کرتے کہ یہ رتبہ تو قسمت والوں کو ملتا ہے۔ خلافت احمدیہ سے والہانہ عشق تھا۔ مہمان نوازی کا وصف نمایاں تھا۔ نہایت ہنس مکھ انسان تھے۔ ہر کسی سے محبت سے پیش آتے۔ اگر کوئی منفی رویہ اختیار کرتا تو اس کا جواب مثبت رویے سے دیتے۔ 2018ء میں قادیان گئے تو ہر وقت مسجد میں یا بیت الدعا میں دعاؤں میں ہی مشغول رہے۔ جب بھی جماعتی خدمت کے لیے بلایا جاتا فوری طور پر سب کام چھوڑ کے حاضر ہو جاتے۔ جماعتی پروگرامز کے ضمن میں مہمانان کے لیے خود کھانا تیار کرتے کیونکہ ان کی اپنی کھانے کی دکان تھی۔ ان کی ایک خواہش تھی کہ وقف کر کے دارالضیافت میں جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کریں۔

ان کے ایک کزن جامعہ میں پڑھتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے جب بھی ملتے ہمیشہ یہ نصیحت کرتے کہ کبھی بے وفائی نہ کرنا اور آخر دم تک اپنے وقف کو نبھانا۔ تبھی تم ہمارے خاندان کی عزت کا باعث بنو گے۔

شہید مرحوم نے پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ امۃ النور صاحبہ اور دو بیٹیاں عزیزہ جویریہ عمر چار سال اور عزیزہ زمل راحت ڈیڑھ سال یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

اس کے ساتھ ایک اَور جنازہ مکرم ملک مظفر خان جوئیہ کا ہے۔ گذشتہ دنوں 93 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کے بیٹے محمد مطیع اللہ جوئیہ صاحب آج کل ہوائی (Hawaii) میں مربی سلسلہ ہیں اور ٹریول ڈاکومنٹس نہ ہونے کی وجہ سے والد کے جنازے میں اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ مربی صاحب لکھتے ہیں کہ والد صاحب نہایت دین دار، متقی، غریب پرور، تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم باترجمہ کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ چوبیس سال کی عمر میں 1953ء میں انہوں نے خود احمدیت قبول کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے سے ان میں ایک انقلابی تبدیلی آئی اور اس وقت سے انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت، خلافت سے وفا اور انسانیت کی خدمت کی مثالی زندگی بسر کی۔ آپ کو زندگی میں مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کا بھی موقع ملا۔ پندرہ سال تک اپنی جماعت چک 152 شمالی سرگودھا میں صدر جماعت بھی رہے۔ کہتے ہیں آپ سے ہم نے کبھی کسی جماعتی عہدیدار کے بارے میں شکوہ یا شکایت نہیں سنی۔ ہمیشہ نصیحت کرتے کہ کوئی جماعتی عہدیدار چاہے سائق ہی ہو اگر تمہارے گھر آئے تو خلیفۂ وقت کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس کی عزت و اکرام تم پر واجب ہے۔ خود بھی عملاً ہمیشہ جماعتی مہمانوں اور عہدیداروں کا خاص احترام کرتے تھے۔ 2005ء میں جب میں نے وصیت کی تحریک کی تھی تو یہ تو پہلے ہی موصی تھے۔ کہتے کہ کس طرح میں اس تحریک پر لبیک کہوں چنانچہ اس وقت انہوں نے اپنی وصیت کو 1/10 سے بڑھا کے 1/3 کر دیا۔ شرح بڑھا دی۔ سب بچوں کو کہتے تھے کہ مالی قربانی اور چندہ حقیقت میں وہی ہوتا ہے جو انسان پہلے ہی ادا کرے اور سیکرٹری مال کو یاددہانی کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ سخود بھی جب پنشن آتی تھی اس میں سب سے پہلے چندہ جات ادا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ 1990ء کی دہائی میں ہماری جماعت کو مربی ہاؤس کی ضرورت پڑی تو اپنی زمین جو مسجد کے نزدیک اور گاؤں کے اندر واقع تھی جماعت کو بلا تردّد عطیہ کر دی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 5/جولائی 2024ء صفحہ 2 تا 5)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 20/اپریل 2024ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں 12 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

(1) عزیزہ سیدہ خدیجہ طاہر بنت مکرم سید طاہر صاحب (جاپان) ہمراہ عزیزم مرزا محمد مفلح احمد (یوکے) ابن مکرم مرزا غلام قادر احمد صاحب شہید

(2) عزیزہ شہلا عتیق (واقفۂ نو) بنت مکرم عتیق احمد عارف صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم عمران اکرم (مربی سلسلہ) ابن مکرم محمد اکرم صاحب (یوکے)

(3) عزیزہ طوبیٰ احمد بنت مکرم شمشاد احمد قمر صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی) ہمراہ عزیزم شہروز احمد ابن مکرم امتیاز احمد صاحب (جرمنی)

(4) عزیزہ حانیہ احمد (واقفۂ نو) بنت مکرم اسفندیار منیب صاحب (انچارج شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ) ہمراہ عزیزم حمزہ احمد وسیم (یوکے) ابن مکرم ملک وسیم احمد صاحب (آسٹریلیا)

(5) عزیزہ عافیہ تنویر چوہان (واقفۂ نو) بنت مکرم بشارت احمد چوہان صاحب (آسٹریلیا) ہمراہ عزیزم ارسلان احمد عارف (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم محمد عارف صاحب (آسٹریلیا)

(6) عزیزہ رداء رحمان شیخ (واقفۂ نو) بنت مکرم شاہد رحمان شیخ صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم سید ذیشان احمد عاکف (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم سید عاطف ندیم صاحب (امریکہ)

(7) عزیزہ فاتحہ سیف خان (واقفۂ نو) بنت مکرم خالد سیف اللہ صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم ظفر اللہ خان (واقفِ نو) ابن مکرم عبد العظیم خان صاحب مرحوم (یوکے)

(8) عزیزہ امتہ المصور مبشر بنت مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم محمود احمد نور (جرمنی) ابن مکرم محمد عاصم صاحب (رضا کار دفتر PS لندن یوکے)

(9) عزیزہ ثناء رحمان بنت مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمان صاحب (نائب امیر جماعت یوکے) ہمراہ عزیزم ہاشم حسین شاہ ابن مکرم ڈاکٹر ضیاء حسین شاہ صاحب (امریکہ)

(10) عزیزہ ڈاکٹر عائشہ چوہدری بنت مکرم محمد اشرف چوہدری صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم ڈاکٹر اطہر احمد وڑائچ (واقفِ نو) ابن مکرم منظور احمد وڑائچ صاحب (یوکے)

(11) عزیزہ لائبہ مبشر بنت مکرم مبشر احمد صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم ڈاکٹر عاقب جاوید رشید (واقفِ نو) ابن مکرم ثاقب رشید صاحب (یوکے)

(12) عزیزہ مریم ماہ رخ ملک بنت مکرم نعیم احمد ملک صاحب (یوکے) ہمراہ عزیزم فائز احمد کھوکھر (واقفِ نو) ابن مکرم مبرور احمد کھوکھر صاحب (جرمنی)

......☆......☆......☆......

اگر آپ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو آپ ہمیشہ اعتدال پسند ہوں گے
اسلام میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جو آپ کو شدت پسندی کی طرف لے کر جائے
اسلام کہتا ہے کہ آپ نے دو حقوق ادا کرنے ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور دوسرا آپ کے ساتھی لوگوں کا حق ہے
یہ دو ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے ادا کرنی ہیں

ریپ کی صورت میں بھی اگر خاتون یہ محسوس کرے کہ وہ ہونے والے بچے کی پرورش کا بوجھ، معاشرے کے ردعمل کی وجہ سے نہیں اٹھا سکتی یعنی اگر یہ خیال ہو کہ معاشرہ زندگی کے ہر موڑ پر خاتون پر انگلیاں اٹھاتا رہے گا اور بچے کی ولادت کے بعد بھی بچے کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو ماں حمل ساقط کرانے کا فیصلہ خود لے سکتی ہے، اسلام میں اس کی اجازت ہے

اس خدشے سے کہ ماں بچے کی پرورش کیسے کرے گی، اس بنیاد پر حمل ساقط کرانا جائز نہیں

آپ کو صرف یہ دعویٰ ہی نہیں کرنا چاہیے کہ آپ مسلمان ہیں
بلکہ آپ کو یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا احکام دیے گئے ہیں اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟
اگر ہم واقعی اس پر عمل کرتے ہیں اور ہم اپنے ماحول، اپنے اردگرد کی اصلاح کریں گے تو یہ عوامل (منفی طور پر) ہم پر اثر انداز نہیں ہوں گے

آپ کو ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، آپ کو اچھے آداب کا خیال رکھنا چاہیے اور ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے
اگر ہم اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں اور حقوق العباد ادا کر رہے ہیں جو ہم سب پر ایک دوسرے کے تناظر میں فرض ہیں
تو آپ دوسروں کے اعمال سے متاثر ہونے کی بجائے ان پر اثر انداز ہوں گے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نو (لجنہ اماء اللہ) امریکہ کی (آن لائن) ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28؍مئی 2022ء کو واقفات نو (لجنہ اماء اللہ) امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ واقفات نو نے مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ، امریکہ سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں ممبرات واقفات نو کو اپنے عقائد اور عصر حاضر کے مسائل کی بابت حضورِ انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ ہم اپنی زندگی میں اعتدال کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور بغیر شدت پسند بنے کیسے ثابت قدم رہنا سیکھ سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ دیکھیں اسلام متوازن مذہب ہے۔ اگر آپ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو آپ ہمیشہ اعتدال پسند ہوں گے۔ اسلام میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جو آپ کو شدت پسندی کی طرف لے کر جائے۔ اسلام کہتا ہے کہ آپ نے دو حقوق ادا کرنے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور دوسرا آپ کے ساتھی لوگوں کا حق ہے۔ یہ دو ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے ادا کرنی ہیں۔ اگر آپ حقوق اللہ ادا کر رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے سامنے جھکو، روزانہ پانچ نمازیں ادا کرو اور اگر ممکن ہو تو آپ نفل بھی پڑھ سکتے ہیں۔ صرف اور صرف ایک قادر مطلق اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ ایمان لاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے نبی ہیں اور رمضان کے مہینہ میں 29 یا 30 دن تک روزے رکھو۔ یہ آپ کے فرائض ہیں اور یہ حقوق اللہ ہیں۔ اور پھر مختلف اوقات میں اگر آپ کے لیے حقوق اللہ ادا کرنا ممکن نہ ہو اور آپ حقوق اللہ مکمل طور پر ادا نہ کر سکیں یعنی عبادت کرنا، روزانہ پانچ فرض نمازیں ادا کرنا، پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر آپ بیمار ہیں تو آپ نماز بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ بستر پر ہی ہوں مگر آپ کا دماغ صحیح ہو تو آپ بستر پر لیٹے لیٹے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ رمضان کے مہینہ میں بیماری یا کسی اور وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتیں تو آپ یہ بعد میں جب حالات اجازت دیں رکھ سکتی ہیں۔ اور پھر آپ پر حقوق العباد یہ ہیں کہ ہمیشہ لوگوں کے لیے مہربان اور مددگار رہیں۔ ان کے لیے دعا کریں۔ بغیر رنگ و نسل کے کسی قسم کے امتیاز کے اگر انہیں آپ کی مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کریں۔ اگر آپ یہ حقوق ادا کر رہی ہیں تو میرا خیال نہیں ہے کہ شدت پسندی کا شائبہ بھی آپ کے ذہن میں آئے۔

ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ امریکی سپریم کورٹ ایک پرانے فیصلے کو منسوخ کر سکتی ہے جس میں اسقاط حمل کو آئینی حق قرار دیا گیا تھا۔ اس حوالے سے انہوں نے سوال کیا کہ کیا اسلام ریپ یا ماں اور بچے کی صحت کے مسائل کی صورت میں اسقاط حمل کی اجازت دیتا ہے؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ دیکھیں اسلام کہتا ہے کہ بچوں کو اس ڈر کی وجہ سے کہ ان کی نگہداشت کیسے ہوگی یا مالی تنگی کی وجہ سے انہیں قتل نہ کیا جائے۔ یہ واحد بات ہے جس میں اسلام اسقاطِ حمل سے منع کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کہتا ہے کہ اگر عورت کی صحت اچھی نہیں ہے تو اسقاطِ حمل کیا جا سکتا ہے۔ اگر بچہ مناسب طور پر نہ بن رہا ہو تو حمل کے آگے کے مرحلے میں بھی اسقاطِ حمل کیا جا سکتا ہے۔ ریپ کی صورت میں بھی اگر خاتون یہ محسوس کرے کہ وہ ہونے والے بچے کی پرورش کا بوجھ، معاشرے کے ردعمل کی وجہ سے نہیں اٹھا سکتی یعنی اگر یہ خیال ہو کہ معاشرہ زندگی کے ہر موڑ پر خاتون پر انگلیاں اٹھاتا رہے گا اور بچے کی ولادت کے بعد بھی بچے کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو ماں حمل ساقط کرانے کا فیصلہ خود لے سکتی ہے، اسلام میں اس کی اجازت ہے۔ لیکن اس خدشے سے کہ ماں بچے کی پرورش کیسے کرے گی، اس بنیاد پر حمل ساقط کرانا جائز نہیں۔ یہ بنیادی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارا رازق ہوں میں ہی تمہیں کھانا مہیا کرتا ہوں اور میں ہی رزق دینے والا ہوں۔

ایک واقفۂ نَو نے پوچھا کہ معاشرے میں پھیلنے والے منفی اور غیر اخلاقی اثرات کے پیش نظر ایک اچھی اور اخلاقی حالت کو کیسے برقرار رکھا جائے۔

اس سوال کے جواب میں حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر آپ سچے مسلمان ہیں، اگر آپ ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں، اگر آپ قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور آپ قرآن کریم میں موجود تعلیمات کو جانتے ہیں، اگر آپ بیعت کی روح کو جانتے ہیں اور اگر آپ خلیفہ وقت کی دی گئی ہدایات کی پیروی کر رہے ہیں تو آپ کو ایسی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ آپ کو صرف یہ دعویٰ ہی نہیں کرنا چاہیے کہ آپ مسلمان ہیں، بلکہ آپ کو یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا احکام دیے گئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟ اگر ہم واقعی اس پر عمل کرتے ہیں اور ہم اپنے ماحول، اپنے اردگرد کی اصلاح کریں گے تو یہ عوامل (منفی

طور پر) ہم پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سیدھے راستے پر چلائے۔

حضورِ انور نے مزید فرمایا کہ آپ کو ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، آپ کو اچھے آداب کا خیال رکھنا چاہیے اور ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔ تو یہ تعلیمات ہیں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں اور حقوق العباد ادا کر رہے ہیں جو ہم سب پر ایک دوسرے کے تناظر میں فرض ہیں، تو آپ دوسروں کے اعمال سے متاثر ہونے کی بجائے ان پر اثر انداز ہوں گے۔

ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ کچھ عیسائی دوستوں نے کہا کہ جب انہوں نے یسوع مسیح کے نام پر دعا کی تو ان کی دعاؤں کا جواب دیا گیا تو بطور مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو ایک اور قادرِ مطلق خدا مانتے ہیں ہمیں انہیں اس کا جواب کیسے دینا چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ کیا یسوع مسیح کی پیدائش سے پہلے لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی تھیں؟ اس وقت لوگ کیا کیا کرتے تھے؟ یسوع مسیح صرف 2000 سال پہلے آئے تھے۔ اس سے پہلے لوگوں کی دعائیں کون سنتا تھا؟ یا انہیں قبول نہیں کیا گیا؟ اور اب، اگر یسوع مسیح خدا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کا کیا فائدہ اور ضرورت ہے؟

حضورِ انور نے مزید فرمایا کہ عیسائیوں کے نزدیک یسوع مسیح بیٹا ہے اور کون زیادہ طاقتور ہے، بیٹا یا باپ؟ ...... جب باپ ہماری دعائیں قبول کرنے کے لیے موجود ہے، تو ہم کیوں بیٹے کے پاس شفاعت کے لیے جائیں؟ ہم براہ راست باپ سے کیوں نہیں پوچھتے، جس نے خود کو پیش کیا ہے کہ ہاں، میں یہاں کھڑا ہوں، مجھ سے دعا کرو اور میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا؟ تو، آپ دیکھیں، ان کے عقیدے کے پیچھے کوئی منطق نہیں ہے۔

حضورِ انور نے مزید فرمایا کہ آپ کو جماعت کا مزید لٹریچر پڑھنا چاہیے۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض اوقات جب کسی کی مشکلیں دور ہو جاتی ہیں اور انہیں مشکلات سے نجات مل جاتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ہندو بھی بت پرست ہیں۔ وہ مختلف دیوتاؤں کے سامنے اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مسلمانوں میں، ایشیائی ممالک میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ کچھ مقدس لوگ ان کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ اسی لیے وہ ان کی قبروں پر سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب وہ ان لوگوں سے کوئی چیز مانگتے ہیں اور ان کی قبروں پر سجدہ کرتے ہیں تو ان کی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنے سے بہتر ہوتی ہے۔ اس میں کوئی منطق نہیں ہے۔

ایک واقفۂ نَو نے حضورِ انور سے یہ بھی پوچھا کہ حضورِ انور اپنی صحت کا خیال رکھنے کے لیے کیا اقدامات کرتے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ میں ماضی میں کچھ ورزش کرتا تھا، لیکن اب نہیں کرتا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں اپنی صحت کا خیال رکھنے کے لیے اپنی صحت کی بہتری کے لیے کوئی بھی احتیاطی تدابیر لیتا ہوں۔ صبح سے شام تک کام ہوتا ہے، اس لیے مجھے ورزش یا کوئی اور کام کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ لیکن آپ تو جوان ہیں اس لیے آپ کو اپنی صحت کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ یہ آپ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور آپ کو پوری دنیا کی اصلاح کا کام سونپا گیا ہے۔ اگر آپ صحت مند ہوں گی، پھر ہی آپ اپنا کام احسن رنگ میں کر سکیں گی۔

ملاقات کے آخر میں حضورِ انور نے فرمایا اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 24 جون 2022)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِک کرشمہ اپنی قدرت کا دِکھا ✿ تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ!
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام ✿ اِک نشاں دکھلا کہ ہو حُجّت تمام

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

الٰہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر ✿ کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر
اسی پر اس کی لعنت کی پڑی مار ✿ کوئی ہم کو تو سمجھاوے یہ اسرار

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

تلخیاں

(نصر الحق نصر نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد)

زندگی میں بارہا آتے ہیں ایسے مرحلے
بھولی یادوں کی ابھر آتی ہے جس سے سلسلے
مندمل زخموں کو کر جاتی ہے تازہ چشم تر
پست کر جاتی ہے ناگاہ دل کے بڑھتے حوصلے
سارے ارماں ساری امیدیں دھری رہ جاتی ہیں
زندگی جب چھین لیتی ہے اچانک حادثے
نیکیاں کچھ کام آئیں اس طرح میری کہ واہ
اب کوئی شکوہ رہا دل میں نہ کوئی ہے گِلے
شر کے ہیں اثرات تو اس پر ہے بھاری خیر بھی
یعنی کہ خُلدِ بریں اور نار کے ہیں فاصلے
دل کی اس افسردگی کو طاق پر رکھدو ابھی
کون دیکھےگا تمہارے پاؤں کے یہ آبلے
کش مکش یوں زندگی اور موت کے ہے درمیاں
زندگی کہتی ہے جی لے موت کہتی مل گلے
عشق کی دنیا بہت ہی پُر خطر ہے دوستو
اس گلی میں جا کے ہو جاتے ہیں اکثر باولے
ہم تو اپنی شامتِ اعمال سے بیزار تھے
خیر سے کچھ یوں ہوا کہ قدسیوں سے آملے
غیر مرئی سی قیامت آ ہی جاتی ہے نصرؔ
عدل سے خالی اگر ہو میرِ شہر کے فیصلے

......☆......☆......☆......

دشمنانِ حق سے خطاب

(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)

چراغِ احمدؑ تمہارے دَم سے نہ بجھ سکے گا ، یہ یاد رکھنا
ہر ایک روشن لہو سے اپنے اِسے کرے گا ، یہ یاد رکھنا
سجاؤ بے شک ہزار مقتل ، اَلاؤ جتنے بھی کردو جاری
خدا کے کُن کا ہو گر اِشارہ ، نہ کچھ بچے گا ، یہ یاد رکھنا
اُکھاڑو کتبے ، مٹاؤ کلمے ، گراؤ مسجد، لگاؤ تالے
مسیح و مہدیؑ کا ہر فدائی نہیں ڈرے گا ، یہ یاد رکھنا
مِنار جتنے گراؤ ناداں ! کہ جتنے گنبد شہید کر دو
غضب سے ربّ کے ، اے دل کے اندھے ! نہیں بچےگا ، یہ یاد رکھنا
خلیلی سُنّت سے روکتے ہو ، مدد سے غیروں کی ٹوکتے ہو
ہمارا جذبہ مٹائے تیرے ، نہ مٹ سکے گا ، یہ یاد رکھنا
یہ دَور جبر و ستم کا تیرے ، خدا اُڑائےگا مکر تیرے
خدا شہیدوں کو اپنی قربت بہم کرےگا ، یہ یاد رکھنا
دُعا سے شعلے ہیں پھول بنتے ، دُعا سے کانٹے گلاب ہوتے
ستم رسیدہ کی آہ ضائع نہیں کرےگا ، یہ یاد رکھنا
ہر ایک گولی سے تیز تر ہے ، دعا ہی مومن کا مال و زر ہے
دعا ہی اُس کا ہے پہلا شیوہ ، دعا کرےگا ، یہ یاد رکھنا
اے حکمرانو !! دیے بجھاؤ کہ جتنے مرضی ، پہ ربّ ہمارا
ہر اِک کے بدلے ہزار ہم کو عطا کرےگا ، یہ یاد رکھنا
شہید زندہ رہیں گے ہر دَم ، مگر یہ عقبیٰ میں حال ہوگا
کہ تم کو ایندھن، پہ ہم کو کوثر عطا کرے گا ، یہ یاد رکھنا
تمہی بتاؤ کہاں ہے ہاماں ، کہاں ہے فرعوں کی وہ تعلّی
جو اُن کی رہ پہ چلے گا عبرت نشاں بنےگا ، یہ یاد رکھنا
جو احمدی ہے ، ہے اُس کی خواہش ، خدا کی رہ میں مٹا دے خود کو
یہ جذبہ دل سے کبھی بھی سرورؔ نہیں مٹےگا ، یہ یاد رکھنا

یہ جماعت محض اسلام کی خدمت اور انسانیت کو اپنے خالق کو پہچاننے کی غرض سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کی گئی ہے

جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے، دینی علم اور فہم میں ترقی کرنے، ہماری زندگیوں میں نیک تبدیلیاں لانے کیلئے منعقد کیا جاتا ہے

بطور احمدی مسلمان آپ سے توقع کی جاتی ہے
کہ آپ اپنے تمام اعمال وافعال میں ایک نمونہ بنیں اور ہر ایک سے نرمی، شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے مبارک نظام کے ساتھ مضبوط تعلق بنائیں

کیونکہ اسلام کے احیاء کا کام اور امن عالم کا قیام صرف نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہی مکمل ہوسکتا ہے

جماعت احمدیہ جارجیا کے پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ 09، 10 جون 2023ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ اپنا پہلا جلسہ سالانہ 9 و 10 جون 2023ء کو منعقد کرنے جا رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور تمام شاملین کو اس مخصوص اور منفرد جلسہ میں شرکت کرنے سے بہت بڑی برکتیں حاصل ہوں۔

ہم گواہ ہیں کہ سال بہ سال، جماعت احمدیہ مسلمہ بہت دور تک پھیل گئی ہے اور یہ جلسہ جات پوری دنیا میں باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ اب جارجیا بھی ان ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے جو جلسہ سالانہ کا انعقاد کرتے ہیں۔ یہ سب محض اللہ تعالیٰ کے فضل کی بدولت ہے جو ہمارا خالق ہے اور ہمیں اپنی دلی اور عاجزانہ شکرگزاری ادا کرنی چاہیے۔

آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جلسہ کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پاکر فرمایا تھا اور اس کا اصل مقصد احباب جماعت کی تعلیم وتربیت واصلاح تھا۔ لہٰذا، جلسہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے، دینی علم اور فہم میں ترقی کرنے، ہماری زندگیوں میں نیک تبدیلیاں لانے اور انہیں اپنے وجودوں میں چسپاں کرنے کے لیے منعقد کیا جاتا ہے۔ اس فانی دنیا کی خواہشات اور لہو ولعب سے بچنا، باہمی محبت، پیار اور بھائی چارہ کے تعلقات کو بہتر کرنا، ان سب کاموں کو اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قابلیتوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرنا اور آخرکار ایک وعدہ کرنا کہ اسلام کے امن کے پیغام اور آنحضور ﷺ کی خوبصورت تعلیم کو پوری دنیا میں پھیلایا جائے۔ یہ سب جلسہ سالانہ کے انعقاد کے مقاصد ہیں۔

اس حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے......‘‘

(اشتہار ۷ ۲ دسمبر ۱۸۹۲، مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ ۳۶۰، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

اس لیے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیے گئے عہدِ وفا کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یقیناً، ہمیں شرائط بیعت کو انتہائی عزم اور مکمل وفاداری کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ہم واقعی ان لوگوں میں شمار ہو سکیں جو حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے مشن کے لیے سچے مددگار رہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کرسکیں تو ہم میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔

بطور احمدی مسلمان آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ اپنے تمام اعمال وافعال میں ایک نمونہ بنیں اور ہر ایک سے نرمی، شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں۔ آپ کو مستقل طور پر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور اپنے اندر بہتری لانی چاہیے۔ اور یوں نیکی، ایمانداری، دیانتداری، زُہد اور سب سے اہم طور پر تقویٰ یعنی راستبازی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنی چاہئیں۔ کیونکہ یہ جماعت خود محض اسلام کی خدمت اور انسانیت کو اپنے خالق کو پہچاننے کی غرض سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کی گئی ہے۔

اسی طرح میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے مبارک نظام کے ساتھ مضبوط تعلق بنائیں کیونکہ اسلام کے احیاء کا کام اور امن عالم کا قیام صرف نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہی مکمل ہوسکتا ہے۔ لہٰذا، آپ کو ہمیشہ اس الٰہی نظام کی حفاظت کرنی چاہیے اور یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی آنے والی نسلیں ہمیشہ خلافت کی بابرکت ہدایت اور اس کے سایہ تلے رہتے چلے جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کے حق میں خود یہ دعا فرمائی ہے کہ :

’’میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے......اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین‘‘

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۱ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دلی دعائیں آپ سب کے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو عظیم کامیابی سے نوازے اور آپ بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش میں آگے بڑھتے چلے جائیں تاکہ اسلام اور انسانیت کی خدمت تازہ روحانی جوش اور طاقت کے ساتھ بجا لاسکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکتیں برسائے۔

(رپورٹ: ہارون احمد عطاء، مربی سلسلہ جارجیا و افسر جلسہ گاہ)(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 13 مارچ 2024)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

اپنی دوکان پر لگا سکے۔ اب بتاؤ کہ کیا اُس کا حج اس کیلئے ثواب کا موجب ہوا ہوگا؟ ثواب کا تو کیا سوال ہے اُس کا حج اُس کیلئے یقیناً گناہ کا موجب ہوا ہوگا۔ پس انسان کو اپنے تمام کاموں میں ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اچھے سے اچھا کام کرنے میں بھی خدا تعالیٰ کی رضا کو مدّنظر رکھے ورنہ وہی نیکی اس کیلئے ہلاکت اور عذاب کا باعث بن جائیگی۔ بے شک حج ایک بڑی نیکی ہے لیکن اگر کوئی شخص محض اس لئے حج پر جاتا ہے کہ اس کا لوگوں میں اعزاز بڑھ جائے یا رسم ورواج کے ماتحت جاتا ہے یا اس لئے جاتا ہے کہ لوگ اُسے حاجی کہیں تو وہ اپنا پہلا ایمان بھی مٹا کر آئیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ سردی کا موسم تھا۔ کسی ریل کے اسٹیشن پر کوئی اندھی بڑھیا گاڑی کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ اس کے پاس کوئی کپڑا بھی نہ تھا سوائے ایک چادر کے جو اُس نے پاس رکھی ہوئی تھی تاکہ جب گاڑی میں بیٹھنے کے بعد تیز ہوا کی وجہ سے سردی محسوس ہو تو اوڑھ لے۔ اُس نے وہ چادر پاس رکھی ہوئی تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ اُسے ٹٹول لیتی تھی۔ ایک شخص اس کے پاس سے گذرا اور اُس نے سوچا کہ یہ تو اندھی ہے اور پھر اندھیرا بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے اگر میں یہ چادر اٹھا لوں تو نہ اس کو پتہ لگے گا اور نہ پاس کے لوگوں کو پتہ لگے گا۔ اس پر اُس نے چپکے سے وہ چادر کھسکا لی۔ بڑھیا چونکہ بار بار اُسے ٹٹولتی تھی اُسے پتہ لگ گیا کہ کسی نے چادر اٹھا لی ہے۔ اُس نے جھٹ آوازیں دینی شروع کر دیں کہ اے بھائی حاجی میری چدّر دے دو۔ میں اندھی غریب ہوں اور میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں۔ وہ شخص فوراً واپس مڑا اور اُس نے چادر تو آہستہ سے اُس کے ہاتھ میں پکڑا دی مگر کہنے لگا۔ مائی یہ تو بتاؤ تمہیں کس طرح پتہ لگا کہ میں حاجی ہوں۔ وہ بڑھیا کہنے لگی بیٹا! ایسے کام سوائے حاجیوں کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ میں اندھی کمزور اور غریب ہوں، سردی کا موسم ہے اور میں بالکل اکیلی ہوں۔ ایسی حالت میں میرا ایک ہی کپڑا چُرانے کی کوئی عادی چور بھی جرأت نہیں کرسکتا۔ یہ ایسا کام ہے جسے حاجی ہی کرسکتا ہے۔

غرض حج کا اُسی صورت میں فائدہ ہوسکتا ہے جب انسان اپنے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف رکھے اور اخلاص اور محبت کے ساتھ اس فریضہ کو ادا کرے۔ اگر وہ اخلاص کے ساتھ حج کیلئے جاتا ہے تو وہ ایمانوں کے ڈھیر لے کر واپس آتا ہے اور اگر وہ اخلاص کے بغیر جاتا ہے تو وہ اپنے پہلے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 35، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

اللہ تعالیٰ نے مجھے باوجود میری کمزوریوں کے غیر معمولی تائید ونصرت سے نوازا اور جماعت کی ترقی کا قدم آگے سے آگے ہی بڑھتا گیا

27/مئی یومِ خلافت کی مناسبت سے دنیا بھر میں خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی برکات اور اس کی تائید پر مشتمل واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24/مئی 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: ہم 27 مئی کو یوم خلافت کیوں مناتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ کے وعدوں کے مطابق ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی آپؐ کی بنائی ہوئی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا اظہار ہے جس کی وجہ سے ہم ہر سال دنیا میں ہر جگہ جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے 27/مئی کو یوم خلافت مناتے ہیں۔

سوال: جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں دین اسلام کی تجدید کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اور پھر اللہ کے وعدوں کے مطابق ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؐ کی بنائی ہوئی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔

سوال: کس طرح قدرت ثانیہ کا آغاز ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: 26/مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال ہوا اور 27/مئی کو جماعت نے خدائی وعدوں کے مطابق حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کو خلیفۃ المسیح الاوّل منتخب کر کے آپؓ کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کام کو جاری رکھنے کا عہد کیا اور بیعت کی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر جماعت جمع ہوئی اور باوجود بعض اندرونی مخالفتوں اور ہر قسم کے نامساعد حالات کے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے ہم نے دیکھے اور آپؓ کی خلافت تقریباً باون ۵۲ سال جاری رہی اور اس دَور میں جماعت احمدیہ کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی کے نظارے ہم نے دیکھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد خلافت ثالثہ کا آغاز ہوا اور اس دَور میں بھی جماعت کی ترقی کے نظارے ہم نے دیکھے۔ دشمنوں نے بڑا زور لگایا جماعت کو ختم کرنے کا لیکن اس کے باوجود ہمیں تاریخ میں ترقی کے نظارے ہی نظر آتے ہیں۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات ہوئی تو ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نظارہ دکھایا اور خلافت رابعہ کا دَور شروع ہوا جس میں دشمن نے جماعت کو ختم کرنے کی پھر بھرپور کوشش کی لیکن ہر طرح ناکامی کا منہ دیکھا اور اس دشمنی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ انگلستان میں مرکز قائم کیا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار بڑھتی چلی گئی اور جماعت کی ترقی کو روکنے والے اس ترقی کو دیکھ کر پیچ وتاب کھانے لگے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کو پورا کرنے کا جلوہ دکھایا اور خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے باوجود میری بے شمار کمزوریوں کے غیر معمولی تائید ونصرت سے نوازا اور جماعت کی ترقی کا قدم آگے سے آگے ہی بڑھتا گیا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشگوئی فرمائی تھی کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا زمانہ۔ فرمایا: پھر اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا اور اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے جاری رہنے کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:: اللہ تعالیٰ ”دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔“

سوال: برکینا فاسو میں جب پہلی بار ایم ٹی اے لگا تو لوگوں پر اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: برکینا فاسو افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے معلم لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت میں پہلی بار ایم ٹی اے لگا اور لوگوں نے پہلی بار خلیفہ وقت کو دیکھا تو ان کی آنکھیں نم تھیں اور خوشی ان کے چہروں سے عیاں تھی۔ کچھ دن کے بعد وہاں سے ایک وفد آیا اور ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ ویسے تو ہم خلیفہ وقت سے ملاقات کے لیے نہیں جا سکتے مگر ایم ٹی اے پر خلیفہ وقت کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے۔ اور اس طرح اب یہ ہمارا روز کا معمول بن گیا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم روز خلیفہ وقت سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر رہا ہے۔ وہ جو کبھی ملے بھی نہیں ان کے دلوں میں بھی خلافت سے محبت ہے۔

سوال: حضور انور نے ایک عرب جو جرمنی میں رہتے تھے انکی بیعت کے بارے میں کیا ذکر کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیکرٹری تبلیغ جرمنی لکھتے ہیں کہ وہ ان کے تبلیغی سٹال پہ آئے۔ قرآن کریم جرمن ترجمہ لے گئے۔ اپنا نمبر بھی دے گئے تاکہ ان سے رابطہ رکھا جائے۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ جرمنی پہ ان کو آنے کی دعوت دی گئی۔ یہ کچھ سالوں کا واقعہ ہے اس لیے گذشتہ سال سے مراد یہ ہے کہ جب یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے اس سے ایک سال پہلے۔ بہرحال اپنے امتحان کی وجہ سے جلسہ میں شامل ہونے سے انہوں نے معذرت کی اور اپنی جگہ اپنے بڑے بھائی اور ایک اَور فیملی ممبر کو بھجوا دیا۔ وہاں جلسہ پر ان کے بھائی میری تقریر سننے کے بعد کہنے لگے کہ یہ شخص یقیناً خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا کہ خلافت سچی ہے۔ موصوف نے اسی رات بیعت فارم پُر کیا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

سوال: برکینا فاسو کے بون صاحب کی قبولیت احمدیت کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: برکینا فاسو ایک جگہ کافی تبلیغ کی گئی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جاتے ہوئے معلم کہتے ہیں میں نے چند لوگوں کو کہا کہ آپ جب شہر آئیں تو میرے گھر ضرور آنا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد ان میں سے ایک آدمی بون (Bone) صاحب ہمارے گھر آئے تو انہیں ایم ٹی اے لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے ایم ٹی اے پر مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ اس شخص کو تو میں پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت بغیر کسی دلیل کے احمدیت میں داخل ہو گئے اور واپس جا کر اپنے گاؤں والوں کو بتایا تو گاؤں کے کافی اَور لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اب خدا کے فضل سے اس گاؤں میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔ ☆☆☆

جبکہ مَیں اسلام کی راہ میں اور مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے یہ پرواہ نہیں ہے کہ مَیں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں، یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا

حضرت خبیب علیہ السلام کی فدائیت وجاں نثاری کا ایمان افروز واقعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31/مئی 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت خُبیبؓ نے اپنی شہادت کے وقت کیا دعا کی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خُبیبؓ نے اپنی شہادت کے وقت دعا کی کہ اے اللہ! یہاں کوئی ایسا نہیں جو اس وقت تیرے رسولؐ تک میرا اسلام پہنچا دے اس لیے اے خدا! تُو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دے اور آپؐ کو بتا دے جو یہاں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

سوال: حضرت خُبیبؓ کو کس طرح شہید کیا گیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خبیبؓ پہلے صحابی تھے جن کو لکڑی پر باندھ کر شہید کیا گیا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت خبیبؓ کے متعلق کیا وحی نازل ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی نازل ہونے کے وقت طاری ہوا کرتی تھی۔ ہم نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ یعنی اُس پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سے وحی کے آثار ختم ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ جبرئیل تھے وہ مجھے خبیب کا سلام پہنچا رہے تھے۔ خبیب کو قریش نے قتل کر دیا۔

سوال: قریش نے حضرت خبیبؓ کے قتل کے وقت کتنے آدمیوں کو بلایا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قریش نے ایسے چالیس آدمیوں کو حضرت خبیبؓ کے قتل کے وقت بلایا جن کے باپ دادا جنگِ بدر میں قتل ہوئے تھے۔ پھر قریش کے ان لوگوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک نیزہ دے کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے تمہارے باپ دادا کو قتل کیا تھا۔

سوال: مشرکین نے حضرت خبیبؓ کو کس طرح شہید کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مشرکین نے پہلے حضرت خبیبؓ کو نیزے چبھوئے، شدید اذیّت دی اور پھر قتل کیا۔ جبکہ بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خبیبؓ نے جب اپنے اشعار ختم کیے تو عُقبہ بن حارث ان کے پاس آیا اور اس نے حضرت خبیبؓ کو قتل کر دیا۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت خبیبؓ کی شہادت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: رؤسائے قریش کی قلبی عداوت کے سامنے رحم وانصاف کا جذبہ خارج از سوال تھا۔ چنانچہ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ بنوالحارث کے لوگ اور دوسرے رؤساء

قریش خبیب کو قتل کرنے اور اس کے قتل پر جشن منانے کے لئے اسے ایک کھلے میدان میں لے گئے۔ خبیب نے شہادت کی بو پائی تو قریش سے الحاح کے ساتھ کہا کہ مرنے سے پہلے مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ قریش نے جو غالباً اسلامی نماز کے منظر کو بھی اس تماشہ کا حصہ بنانا چاہتے تھے اجازت دے دی اور خبیب نے بڑی توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور پھر نماز سے فارغ ہو کر قریش سے کہا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اپنی نماز کو اور لمبا کروں، لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ میں موت کو پیچھے ڈالنے کے لئے نماز کو لمبا کر رہا ہوں۔

اور پھر خبیب یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے جھک گئے

وَمَا اَنْ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

یعنی جبکہ میں اسلام کی راہ میں اور مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے یہ پرواہ نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔ غالباً ابھی خبیب کی زبان پران اشعار کے آخری الفاظ گونج ہی رہے تھے کہ عقبہ بن حارث نے آگے بڑھ کر وار کیا اور یہ عاشقِ رسولؐ خاک پر تھا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ قریش نے خبیب کو ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا اور پھر نیزوں کی چوکیں دے دے کر قتل کیا۔

سوال: حضرت خبیبؓ نے مخالفین کیلئے کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت خبیبؓ نے شہادت کے وقت یہ دعا مانگی کہ اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا۔ کہ اے اللہ! ان دشمنوں کی گنتی کو شمار کر رکھ۔ یہ جو میرے دشمن ہیں ان کی گنتی کر لے تا کہ ان سے بدلہ لے سکے اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ وَاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا۔ اور انہیں چُن چُن کر قتل کر اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔

سوال: جب مشرکین نے حضرت خبیب کی زبان سے یہ کلمات سنے تو کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مشرکین خبیب کی زبان سے یہ کلمات سن کر کانپ اٹھے۔ انہیں یقین تھا کہ خبیب کی یہ بددعا رائیگاں نہیں جائے گی۔ حارث بن برصاء وہاں موجود تھے۔ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ خبیب کی بددعا سنتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہ بددعا ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بددعا سن کر وہاں موجود کافروں اور مشرکوں میں سے بعض لوگ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر فرار ہو گئے، کچھ لوگوں کے پیچھے چھپنے لگے، یعنی بددعا کے اثر سے بچنے کے لیے اپنے رواج کے مطابق ایک دوسرے کے پیچھے چھپنے لگ گئے، کچھ درختوں کی اوٹ میں ہو گئے اور کچھ زمین پر لیٹ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح ہم اس بددعا سے محفوظ رہیں گے۔ ان کے ہاں روایتی طور پر یہ بات مشہور تھی کہ اگر کسی آدمی کے لیے بددعا کی جائے اور وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کے والد نے جب حضرت خبیب کی بددعا سنی تو ان پر اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اپنے اور اپنے والد کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی اپنے والد کے ساتھ اس جگہ پہنچا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والد خبیب کی بددعا سے گھبرا گئے۔ انہوں نے مجھے لٹانے کے لیے بہت زور سے زمین کی طرف گھسیٹا۔ میں پیٹھ کے بل گرا۔ گرنے کی وجہ سے مجھے اتنی زبردست چوٹ لگی کہ میں بڑی مدت تک اس کی تکلیف محسوس کرتا رہا۔

سوال: حُوَیطِب بن عَبْدُالْعُزّٰی نے جب حضرت خبیبؓ کی بددعا سنی تو کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حُوَیطِب بن عَبْدُالْعُزّٰی فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت خبیبؓ کی بددعا سنتے ہی میں نے فوراً کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بھاگ نکلا۔ میں ڈر رہا تھا کہ مبادا ان کی بددعا کی آواز میرے کانوں کے تعاقب میں آ جائے۔ حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خبیبؓ کی بددعا سے ڈر کر درختوں کے پیچھے چھپ گیا۔ جُبَیر بن مُطْعِم کہتے ہیں کہ میں اُس دن حضرت خبیبؓ کی بددعا کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ کر سکا۔ میں نے خوفزدہ ہو کر لوگوں کی آڑ لے لی۔ نوفل بن مُعاویہ دِیلی فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دن میں خبیب کی بددعا کے وقت موجود تھا۔ مجھے یہ پورا یقین تھا کہ ان کی بددعا سے وہاں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ میں کھڑا ہوا تھا، ان کی بددعا سے گھبرا گیا اور زمین کی طرف جھک گیا۔

❁☆❁☆❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 مارچ 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم نثار محمد خان صاحب (اپسم۔ یوکے)

9 مارچ 2024ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم دوست محمد خان ہجانہ صاحب (آف ڈیرہ غازی خان) کے پوتے تھے جنہوں نے 1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحوم کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ سفروں کے دوران تبلیغ کرتے وقت قرآن کریم کا تحفہ دینا ان کا ایک خاص وصف تھا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، غریب پرور، اچھے اخلاق کے مالک، خوش گفتار، خلافت کے ساتھ فدائیت کا تعلق رکھنے والے، ہمدرد نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے اور 5 بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم لئیق احمد عابد صاحب کے سسر اور مکرم عتیق احمد عابد صاحب (واقف زندگی وکالت مال یوکے) اور مکرم مدبر دین صاحب (مربی سلسلہ ایم ٹی اے پروگرامنگ) کے نانا تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم محمد صالح صاحب ابن مکرم ٹھیکیدار محمد دین سندھی صاحب (ربوہ)

4 فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آنے والے، خوش اخلاق، نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنے محلہ میں منتظم تربیت نو مبائعین انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم محمد عمر قمر صاحب ریٹائرڈ اوورسیر ابن مکرم چودھری محمد ابراہیم صاحب (جرمنی)

5 فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو، تہجد گزار اور خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والے وجود تھے۔ مرحوم پیشہ کے اعتبار سے سول انجینئر تھے اور بعد از ملازمت ایک لمبا عرصہ خدمت دین میں مصروف رہے۔ آپ نے قادیان اور ربوہ کے علاوہ المہدی ہسپتال مٹھی میں بطور نگران تعمیرات خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد زاہد قمر صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی میں اور ایک بیٹے مکرم محمد عثمان قمر صاحب شعبہ مال بیت السبوح (جرمنی) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم ناظم الدین صاحب ابن مکرم فضل دین صاحب (لاہور)

15 فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1973ء میں بیعت کی اور اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ 1985ء میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے اور کئی بیعتیں کروانے کی توفیق پائی۔ جوانی سے ہی نماز باجماعت اور تہجد کے پابند، شریف النفس، سادہ مزاج، نیک طبیعت کے حامل ایک مخلص انسان تھے۔ خلافت سے کامل عشق و وفا کا تعلق تھا۔ مرکز سے آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر تواضع کرتے اور آپ کا گھر کافی عرصہ نماز سینٹر بھی رہا۔ آپ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ جماعت اور دین کی بہت غیرت رکھتے تھے۔ آپ نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بوقت وفات صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم نصیر احمد بٹ صاحب ابن مکرم محمد حنیف بٹ صاحب (فیصل آباد)

28 فروری 2024ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، ہر ایک کے کام آنے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے مقامی سطح پر زعیم حلقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم سرفراز احمد بٹ صاحب کے والد اور مکرم حافظ طاہر اسلام صاحب کے سسر تھے۔

(5) مکرم عبد الجلیل صاحب (بنگلہ دیش)

14 فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1965ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کو مرکزی سطح پر خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور نیشنل مجلس عاملہ جماعت بنگلہ دیش میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ بیماری کا تمام عرصہ بہت صبر اور ہمت کے ساتھ گزارا۔ مرحوم سرکاری ملازم تھے۔ دفتر سے فارغ ہو کر ہمیشہ جماعت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، چندہ جات میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ فدائیت کا تعلق تھا۔ باقاعدگی کے ساتھ ایم ٹی اے کے پروگراموں کو سنا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے بڑے بیٹے ایم ٹی اے بنگلہ دیش میں اور ایک داماد مکرم احمد طارق مبشر صاحب (مبلغ سلسلہ) مرکزی بنگلہ ڈیسک یوکے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(6) مکرم ریاض الدین احمد چودھری صاحب ابن مکرم محمد دین چودھری صاحب مرحوم (مسی ساگا۔ کینیڈا)

27 نومبر 2023ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت قاضی نذیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ، خوش اخلاق، غریبوں اور یتیموں کا خیال رکھنے والے ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم نے پاکستان اور کینیڈا میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ خلافت سے خاص محبت کا تعلق تھا اور خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے ہر دم تیار رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁☆❁☆❁

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

پھر صلوٰۃ کے ایک معنی دعا کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔اس بارے میں مَیں نے گذشتہ سال ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے درود شریف کے معانی سمجھاتے ہوئے بتایا تھا کہ صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ کے معنی ہوئے کہ اے اللہ! تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کر۔ اب دعا کرنے والے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ دوسرے سے مانگتا ہے۔دوسرے اس کی دعا ہے جس کا اپنا اختیار ہے اور وہ خود عطا کرتا ہے۔جب ہم خدا تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ دعا کرتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ اپنی مخلوق اور پیدا کی ہوئی چیزوں ہوا، پانی، زمین، پہاڑ باقی جو سب چیزیں ہیں ان سب کو کہتا ہے کہ میرے بندے کی تائید کرو۔پس اَللّٰهُمَّ صَلِّ کے یہ معنی ہوئے کہ اے اللہ! تو ہر نیکی اور بھلائی اور دنیا و زمین و آسمان کی ہر چیز کی بھلائی اپنے رسول کے لیے چاہ اور ان کو عزت و عظمت عطا فرما، عزت و عظمت کو بڑھا۔اور پھر دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے بڑھ کر کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ہم تو اس بات کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے۔پس یہ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دی کہ وہ یہ چاہے کہ جو زیادہ سے زیادہ مقام ہو سکتا ہے اور جو اس کی نظر میں ہوتا ہے یا وہ کیا چاہتا ہے وہ عطا فرما۔(خطبہ جمعہ 30/اپریل 2021ء)

پس خلاصہ کلام یہ کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے معانی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کے لیے نماز پڑھتے ہیں بلکہ اس کے معانی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔یعنی آپ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں، آپ کے لیے خاص رحمت کی دعا کرتے ہیں، آپ کے لیے ایسے اعلیٰ مراتب کی دعا کرتے ہیں جس سے گناہوں کا تصرف آپ پر باقی نہ رہے۔نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل رحمت نازل فرما رہا ہے اور آپ کی بہترین تعریف بیان کر رہا ہے، اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استغفار کر رہے ہیں اور مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلندیٔ درجات کی دعا کر رہے ہیں۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق، اپنی پیدا کی ہوئی تمام چیزوں ہوا، پانی، زمین، پہاڑ اور اپنے تمام کارخانۂ عالم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب کے سب میرے اس بندہ کی تائید و نصرت میں لگ جاؤ۔

ہم انسان بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اس لیے ہمیں بھی یہی حکم ہے کہ ہم بھی آپ پر درود بھیجیں۔اور ہمارے درود کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کی ہدایات اور آپ کے احکامات پر دل و جان اور اپنے ہر قسم کے جوارح سے عمل کریں اور اپنا کردار ایسا بنائیں جو آپ کے حقیقی متبعین کا کردار ہے۔

سوال: کینیڈا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ میں ایک مخلص احمدی تھا۔لیکن پھر کچھ ایسی چیزیں ہوئیں جن کی وجہ سے میں جماعت سے دور ہو گیا ہوں۔احمدی کہتے ہیں کہ جنت میں داخلہ کے لیے چندہ دینا اور دوسروں کو بتانا، جماعت سے تعلق رکھنا ضروری ہے۔جو جماعت کو نہیں مانے گا وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔مربیان کا کہنا ہے کہ جنت میں زیادہ احمدی ہوں گے، جبکہ کافی سارے غیر احمدی احباب کو میں جانتا ہوں جو کئی احمدیوں سے زیادہ اچھے ہیں؟ alislam.org کے مطابق بیوی کو مارنا مناسب نہیں ہے، لیکن ایک مربی صاحب نے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بتایا کہ آرام آرام سے مار لیا کرو مگر منہ پر نہیں مارنا، اب کس کی بات درست ہے؟ قرآن کریم میں عورتوں کے لیے کیریئر کی کوئی پابندی نہیں، لیکن جماعت والے کہتے ہیں کہ عورت کیا کام کر سکتی ہے اور کیا نہیں کر سکتی، تو جماعت والے پابندیاں کیوں لگاتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 31/دسمبر 2022ء میں ان امور کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بنے اور یہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔اسی مقصد کی یاد دہانی کروانے کے لیے خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً اپنے انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے۔جو انسانوں کو دنیا کی مادہ پرستیوں سے نکال کر خدا تعالیٰ کے قریب لانے کی کوشش کرتے ہیں اور انسان اور اس کے پیدا کرنے والے کے درمیان جو دوری واقع ہو گئی ہوتی ہے، اسے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔خدا تعالیٰ کے ان انبیاء پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، جو ایمان بالغیب کے زمرہ میں آتا ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے بارے میں فرمایا کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (البقرہ:4) یعنی حقیقی متقی وہ ہیں جو غیب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ کوئی نظام خواہ وہ دنیوی ہو یا دینی، مالی مدد کے بغیر نہیں چل سکتا۔اس لیے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ابتدا میں ہی متقیوں کی ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ:4) یعنی جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے وہ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کی جانے والی کوئی بھی چیز رائیگاں نہیں جاتی اسی لیے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اگرچہ ایک انسان جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہوتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کے مال میں برکت عطا فرماتے ہوئے اسے اس دنیا میں بھی بڑھا چڑھا کر دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے ثواب اور انعام کا وعدہ فرماتا ہے۔(البقرہ:246، الحدید:21)

علاوہ ازیں احادیث مبارکہ میں بھی کثرت کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح اور آپ کی سنت کا ذکر ملتا ہے۔اسی طرح صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ خدا میں بے دریغ جانی اور مالی قربانیوں کا کثرت کے ساتھ ذکر موجود ہے۔

اس الٰہی حکم، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں بھی مالی قربانی کا طریق جاری ہے، جس کے تحت احباب جماعت دلی خوشی کے ساتھ لازمی اور طوعی چندہ جات میں حصہ لے کر اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے مورد بنتے ہیں، جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اس راہ سے خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پایا۔اور انکے واقعات میں بیان کرتا رہتا ہوں۔

چندہ جات کے طور پر جمع ہونے والے ان اموال کو جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے ادوار میں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بھی انہیں خدا تعالیٰ ہی کے راستہ میں خرچ کرتی ہے، جس کی تفصیل بھی میں اپنے بعض خطابات اور خطبات میں بھی بیان کرتا رہتا ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں حسب توفیق قربانی کرنا انسان کا بنیادی فرض ہے، جس کا اسے اس دنیا میں بھی اجر ملتا ہے اور آخرت میں بھی انسان اپنے ان کرموں کے ثمرات پائے گا۔لیکن اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرے، اس کے احکامات کی پیروی نہ کرے، اس کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنے کی کوشش نہ کرے اور اس کے حضور دعا اور تضرّعات نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے انسان کی کوئی پروا نہیں ہوتی جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78) یعنی (اے رسول) تو ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا (اور استغفار) نہ ہو۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی سو فیصد صداقت پر مبنی ہے کہ مذہب کے معاملات میں کسی پر جبر اور زبردستی نہیں کی جا سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:257) یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں۔اسی طرح فرمایا وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:30) یعنی (لوگوں کو) کہہ دے (کہ) یہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہی (نازل ہوئی) پس جو چاہے (اس پر) ایمان لائے اور جو چاہے (اس کا) انکار کر دے۔

اس لیے کسی دین کو ماننا یا نہ ماننا انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے اور یہ اللہ اور اس بندہ کا معاملہ ہے۔ماننے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وعدہ ہے اور نہ ماننے کی صورت میں مختلف سزاؤں اور انذار کی وعید کی گئی ہے۔

اس کے باوجود جنت ملنے یا جہنم میں ڈالے جانے کا اختیار کسی انسان کے ہاتھ میں ہرگز نہیں بلکہ یہ کلیۃً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اس لیے ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ جنت میں صرف احمدی ہوں گے۔ہم تو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہمدری کا جذبہ رکھتے ہیں اور اسی جذبہ کے تحت ہم لوگوں کو راہ حق کی طرف بلانے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایک حقیقی مومن کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرے وہی کچھ اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ دوسروں کو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پہنچا کر ان کی دین و دنیا سنوارنے کی کوشش کرتی ہے۔

تبلیغ کے اس جوش کا اظہار کرتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 90، مطبوعہ 2012ء)

عورتوں کو مارنے کے بارے میں آپ کے سوال کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونوں کے حقوق و فرائض بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں اور دونوں کو ان حقوق و فرائض کے اعتبار سے اپنے اپنے دائرہ میں محدود رکھا ہے۔اور تعلیم دی ہے کہ ہر کوئی اپنے دائرہ میں نگران بھی ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس بھی کی جائے گی کہ اس نے اپنی رعایا کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی۔اس ذمہ داری میں اسلام نے جہاں مرد کو گھر کا نگران اور اسے اپنے اہل خانہ کے حقوق ادا کرنے کا پابند بنایا ہے وہاں عورت کو بھی اپنے خاوند کے گھر کا نگران قرار دیا ہے۔چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص نگران ہے پس اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہو گی۔چنانچہ وہ شخص جو لوگوں کا امیر ہے اس سے ان لوگوں کے متعلق سوال ہو گا (کہ اس نے ان کی نگرانی اور ان کے حقوق ادا کرنے میں اپنی ذمہ داریاں کو پورے طور پر ادا کیا) اور مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اس سے ان کے متعلق باز پرس ہو گی۔اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس سے اس بارے میں باز پرس ہو گی۔(بخاری کتاب العتق بَاب كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ)

پس اگر مرد اور عورت دونوں اپنے اپنے فرائض کی احسن رنگ میں ادائیگی کریں تو کسی کو بھی ایک دوسرے کو مارنے تو کیا ڈانٹنے کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں“۔”ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“ (سیرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ صفحہ 18)

اسی طرح فرمایا کہ ”جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

عورتوں کے حقوق کے بارے میں اسلامی تعلیم کی خوبصورتی بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے۔وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (البقرۃ:229) کہ جیسے مردوں پر عورتوں کے حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔گالیاں دیتے ہیں۔حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا سے صلح ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔

(اخبار بدر نمبر 18، جلد 2، مورخہ 22/مئی 1903ء صفحہ 137۔ملفوظات جلد پنجم صفحہ 121، مطبوعہ 2016ء)

اس نہایت اعلیٰ اور حسین تعلیم کے بعد اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی جائز حد تک اطاعت سے باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے اور اس کے ساتھ باغیانہ رویہ اختیار کرتی ہے تو پھر ایسی عورت کو راہ راست پر قائم رکھنے کے لیے اسلام نے بعض اصلاحی تدابیر کے اختیار کرنے کا مرد کو حکم دیا ہے، جس میں پہلی تدبیر یہ ہے کہ اسے نصیحت کر کے سمجھایا جائے۔اگر نصیحت کا بھی اس پر اثر نہ ہو تو فرمایا کہ خاوند ایسی بیوی کی اصلاح کے لیے اس کے ساتھ کچھ وقت کے لیے اپنے تعلقات زوجیت ختم کر دے لیکن اس صورت میں بھی مرد کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنا بستر بیوی سے الگ کرے، یہ نہیں فرمایا کہ اسے بستر سے نکال دے۔اور اگر بیوی پر اس اصلاحی تدبیر کا بھی اثر نہ ہو اور وہ اپنی نافرمانیوں اور باغیانہ روش سے باز نہ آئے تو فرمایا کہ پھر تم اسے ایک حد تک بدنی سزا دے سکتے ہو۔(سورۃ النساء:۳۵) لیکن اس بدنی سزا کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط بھی لگا دی کہ نہ اس کے چہرہ پر مارو (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح بَاب حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ) اور نہ اس کو جسم پر اس زور سے مارو کہ اس کے جسم پر کوئی زخم آئے یا جلد کے اندر اسے کوئی چوٹ پہنچے۔

(بخاری کتاب النکاح بَاب مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ)

پس کسی کی اصلاح اور اسے راہ راست پر لانے کے لیے اس سے زیادہ خوبصورت اور متوازن تعلیم نہ تو کسی مذہب نے دی ہے اور نہ ہی دنیا کا کوئی ملک اس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اسلام اپنے پیروکاروں کو اپنے ایسے ملکی قوانین جو ان کے بنیادی مذہبی عقائد میں روک نہ بنتے ہوں، کی اطاعت کا بھی حکم دیتا ہے۔اس لیے افراد جماعت کو یہ بھی تاکید کی جاتی ہے کہ ایسے ممالک جہاں بیوی کو مذکورہ بالا صورتوں اور مذکورہ بالا شرائط کے تحت بھی بدنی سزا دینا خلاف قانون ہو وہاں ضرورت کے باوجود بھی اس سے اجتناب کیا جائے۔

باقی جہاں تک آپ کا عورتوں کے لیے کیریئر کی پابندی کا اعتراض ہے وہ بھی درست نہیں کیونکہ جماعت احمدیہ میں اسلامی تعلیمات کے عین مطابق جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض اوقات خواتین اپنے تعلیمی ایوارڈز میں مردوں سے بھی سبقت لے جاتی ہیں۔اسی طرح بہت ساری خواتین اپنی دنیوی تعلیم کی بنا پر بڑے بڑے دنیاوی عہدوں پر کام بھی کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے عورتوں کی جماعتی تنظیم لجنہ اماء اللہ کے تحت خواتین دینی طور پر بھی مردوں کے شانہ بشانہ خدمت دین کی توفیق پا رہی ہیں۔اس لیے یہ کہنا کہ جماعت میں عورتوں کے کیریئر کے بارے میں پابندی لگائی جاتی ہے درست نہیں ہے۔ہاں جب بچیاں مجھ سے کوئی پیشہ اختیار کرنے کے بارے میں مشورہ کرتی ہیں تو میں انہیں ہمیشہ ایسا مشورہ دیتا ہوں جو ان کی عزت و احترام اور ان کے وقار کے لحاظ سے بہتر ہو۔لیکن جس پیشہ میں ان کی حق تلفی یا ان کے ساتھ زیادتی کا امکان ہو یا اس میں انہیں اسلامی تعلیمات کے خلاف کام کرنا پڑے تو میں انہیں اس قسم کا پیشہ اختیار کرنے سے منع کر دیتا ہوں۔کیونکہ ایک مومنہ عورت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے دنیاوی کاموں میں بھی اسلامی تعلیمات کو مقدم رکھے۔کیونکہ یہ دنیوی زندگی تو ایک عارضی زندگی ہے۔اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جس کے لئے ہم نے اسی دنیا سے اپنے کرموں کے مطابق زاد راہ ساتھ لے کر جانا ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 23 مارچ 2024)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11758: میں علی شیر ولد مکرم رسالہ صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ دوکاندار عمر 61 سال تاریخ بیعت 1998ء ساکن بھیوانی روڈ، بڈھا بابا بستی جیند، ضلع جیند صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔جیند روڈ کے اوپر 49.5/22 فٹ میں ایک مکان اور دو دوکانیں موجود ہیں۔میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 11000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیراز احمد ننگلی العبد : علی شیر گواہ : بیرورام

مسل نمبر11759: میں بیرو زوجہ مکرم صدیق خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 20 جولائی 1994 تاریخ بیعت 2009ء ساکن گاؤں کرڈھان تحصیل بھٹو ضلع فتح آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: گلے کی چین، بالیاں اندازاً دو تولے (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 26 تولے، حق مہر 2100 روپے ادا شد۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ذکریا سین الامۃ : بیرو گواہ : عبدالرؤف

مسل نمبر11760: میں مینا احسان زوجہ مکرم محمد احسان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 اگست 1980 پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ بسی چندی گڑھ ضلع موہالی صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 نومبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: کان کی بالیاں 1 تولہ 22 کیریٹ حق مہر 10 ہزار روپے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ظہیر احمد بھٹی الامۃ : مینا احسان گواہ : زین العابدین چودھری

مسل نمبر11761: میں محمد احسان ولد مکرم اکبر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار تاریخ پیدائش یکم جولائی 1974 پیدائشی احمدی ساکن: ڈیرہ بسی چندی گڑھ ضلع موہالی صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 نومبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان 67 گز نئی کالونی ڈیرہ بسی۔میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 55000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ظہیر احمد بھٹی العبد : محمد احسان گواہ : زین العابدین

مسل نمبر11762: میں منظور احمد چیچی ولد مکرم عبدالکریم چیچی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 15 جولائی 1997 پیدائشی احمدی ساکن طاہر آباد ضلع کولگام تحصیل دمحال ہانجی پورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 اگست 2023ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : علی محمد خان العبد : منظور احمد چیچی گواہ : بشیر احمد محمود

مسل نمبر11763: میں فریحہ منصور بنت مکرم منصور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : منصور احمد الامۃ : فریحہ منصور گواہ : تیمور احمد

مسل نمبر11764: میں نصیب خان ولد مکرم فتح خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 5 جون 1986 تاریخ بیعت 1998 ساکن جماعت کھیڈڑ ڈاکخانہ کھیڈڑ ضلع حصار صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 7000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : جوگیہ خان العبد : نصیب خان گواہ : داؤد احمد

مسل نمبر11765: میں الہ دین ولد مکرم ستیہ وان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ٹیچر عمر 28 سال تاریخ بیعت 1997 ساکن رمانا باکل ضلع کیتھل صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : سلیم العبد : الہ دین گواہ : نصیب خان

مسل نمبر11766: میں اجے کمار ولد مکرم مانگے رام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 7 اکتوبر 1981 تاریخ بیعت 1999 ساکن ملکپور تحصیل نارنود ضلع حصار صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔گاؤں میں آبائی مکان اور کچھ کھیت کی زمین ہے جو ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی ہے۔جب حصہ میں آئے گی تو اطلاع کردی جائے گی۔میرا گزارہ آمداز مزدوری ماہوار 13000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سرور احمد خان العبد : اجے کمار گواہ : رمضان

مسل نمبر11767: میں فرزانہ کوثر زوجہ مکرم عبدالعزیز انعام احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ مسرور کوٹھی دارالسلام قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔(1) والد کی جائیداد میں جو ترکہ کا حصہ تھا وہ حصہ والد صاحب نے مجھے بتا کر میری شادی میں خرچ کردیا۔(2) زیور طلائی: نیکلس دو عدد (23 کیریٹ 24.670 گرام)، چوڑی دو عدد (22 کیریٹ 29.200 گرام)، انگوٹھی ایک عدد (22 کیریٹ 1.870 گرام) زیور نقرئی: دو جوڑی پائل 95.810 گرام حق مہر 21000 روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد خان الامۃ : فرزانہ کوثر گواہ : عبدالعزیز انعام احمد

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions

Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 04 - July - 2024 Issue. 27

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

نبی اکرم ﷺ کی امن پسندی اور صلح جوئی اور رحمت و شفقت انسانی کی عجیب شان ہے کہ آپؐ نے بنونضیر کو، جو متعدد مرتبہ آپؐ کو قتل کرنے کی مذموم سازشیں کر چکے تھے امن و سلامتی کے ساتھ مدینہ سے چلے جانے کی اجازت دے دی اور رحمت و عنایات خسروانہ کا عالم یہ تھا کہ یہ بھی اجازت دی کہ جو سامان بھی لے جانا چاہیں لے جائیں

غزوہ بنونضیر کے حالات و واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28/جون 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بنونضیر کے ساتھ جنگ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النّبیین میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے پیچھے مدینہ کی آبادی میں ابن مکتوم کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا اور خود صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکل کر بنونضیر کی بستی کا محاصرہ کر لیا اور بنونضیر اس زمانہ کے طریق جنگ کے مطابق قلعہ بند ہو گئے۔ غالباً اسی موقع پر عبداللہ بن ابی بن سلول اور دوسرے منافقین مدینہ نے بنونضیر کے رؤوسا کو یہ کہلا بھیجا کہ تم مسلمانوں سے ہرگز نہ دبنا ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہاری طرف سے لڑیں گے لیکن جب عملاً جنگ شروع ہوئی تو بنونضیر کی توقعات کے خلاف ان منافقین کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ کھلم کھلا آنحضرت ﷺ کے خلاف میدان میں آئیں اور نہ بنو قریظہ کو یہ ہمت پڑی کہ مسلمانوں کے خلاف میدان میں آکر بنونضیر کی برملا مدد کریں۔ گو دل میں وہ ان کے ساتھ تھے اور در پردہ ان کی امداد بھی کرتے تھے جس کا مسلمانوں کو علم ہو گیا تھا۔ بہرحال بنونضیر کھلے میدان میں مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں نکلے اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے لیکن چونکہ ان کے قلعے اس زمانہ کے لحاظ سے بہت مضبوط تھے اس لئے ان کو اطمینان تھا کہ مسلمان ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اور تنگ آکر محاصرہ چھوڑ دیں گے۔

یہ محاصرہ چھ دن اور ایک روایت کے مطابق پندرہ دن تک رہا۔ دوران محاصرہ رسول اللہ ﷺ نے چند درخت کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ چونکہ یہود قلعوں کی فصیلوں سے تیر اور پتھر برسا رہے تھے اور یہ درخت ان کے لئے دفاعی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی کمین گاہ کا کام دے رہے تھے۔ یہ جنگی اور دفاعی ضرورت کے لئے کیا گیا تھا نہ کہ صرف باغ اجاڑنے کے لئے۔ روایات میں ہے کہ گھٹیا قسم کی کھجوروں کو جلایا گیا۔ عجوہ کھجور کے درخت جو کارآمد درخت تھے وہ نہیں جلائے گئے تھے دوسرے درخت جلائے گئے تھے۔ یہود نے جب ان درختوں کو آگ میں جلتے دیکھا تو ان کی عورتیں اپنے گریبان چاک کرنے لگیں منہ پر طمانچے مارنے لگیں اور واویلا کرنے لگیں۔ پھر یہود نے فوراً پیغام بھیجا۔ اے محمد آپ تو بڑے عزت اور شرف کے حامل ہیں آپ فساد سے منع کرنے والے اور فساد کی ہر صورت کو ناپسند کرتے ہیں۔ اب آپ خود ہی یہ کام کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ درخت ان کے لئے کمین گاہ کا کام دے رہے تھے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی کارفرما تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے اُن کی قوت ختم ہو جائے تاکہ مزید قتل و غارت نہ ہو اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص الہام کے تحت آپ ﷺ نے یہ درخت جلانے کا حکم دیا تھا چنانچہ یہود کے اس الزام کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا ہے کہ مَا قَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّیۡنَۃٍ اَوۡ تَرَکۡتُمُوۡہَا قَآئِمَۃً عَلٰۤی اُصُوۡلِہَا فَبِاِذۡنِ اللّٰہِ وَلِیُخۡزِیَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿الحشر : ۶﴾ یعنی جو بھی کھجور کا درخت تم نے کاٹا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو اللہ کے حکم کے ساتھ ایسا کیا ہے اور یہ اس غرض سے تھا کہ وہ فاسقوں کو رسوا کر دے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے محاصرے کے وقت یہود کو ایک مرتبہ پھر معاف کرنے کا عندیہ دیتے ہوئے نئے عہد و پیمان کی پیشکش بھی کی تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ درخت جو کاٹے گئے لینہ قسم کی کھجور کے درخت تھے۔ جو ایک ادنیٰ قسم کی کھجور تھی جس کا پھل عموماً انسانوں کے کھانے کے کام نہیں آتا تھا اور اس حکم میں منشا یہ تھا کہ تا ان درختوں کو کٹتا دیکھ کر بنونضیر مرعوب ہو جائیں اور اپنے قلعوں کے دروازے کھول دیں اور اس طرح چند درختوں کے نقصان سے بہت سی انسانی جانوں کا نقصان اور ملک کا فتنہ و فساد رک جائے۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی اور ابھی صرف چھ درخت ہی کاٹے گئے تھے کہ بنونضیر نے غالباً یہ خیال کر کے کہ شاید مسلمان ان کے سارے درخت ہی جن میں پھل دار درخت بھی شامل تھے کاٹ ڈالیں گے آہ و پکار شروع کر دی۔ بہرحال یہ تدبیر کارگر ہوئی اور بنونضیر نے مرعوب ہو کر پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد اس شرط پر قلعہ کے دروازے کھول دیئے کہ ہمیں یہاں سے اپنا ساز و سامان لے کر امن و امان کے ساتھ جانے دیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو مقرر فرمایا کہ وہ اپنی نگرانی میں بنونضیر کو امن و امان کے ساتھ مدینہ سے روانہ کر دیں۔

اسلام اور آنحضرت ﷺ پر جنگ اور قتل و غارت اور مال غنیمت حاصل کرنے وغیرہ کے الزامات لگانے والوں کو دیکھنا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ آنحضرت ﷺ نے ان یہود پر گرفت حاصل کر لی تھی اور یہود بھی وہ کہ جو مسلسل عہد شکنی کے مرتکب ہوتے رہے وہ لوگ جو متعدد مرتبہ نبی کریم ﷺ کی جو کہ ریاست مدینہ کے سربراہ بھی تھے قتل کرنے کی مذموم سازشیں اور کوششیں کر چکے تھے اور اب ہتھیار بند ہو کر باقاعدہ بغاوت پر اتر آئے تھے اور اس محاصرے کے دوران بھی ایک بار آپ ﷺ نے از سر نو معاہدہ اور صلح کی پیشکش کی تھی جسے نہایت تکبر سے انہوں نے ٹھکرا دیا تھا اور اب آخرکار جب نبی اکرم ﷺ نے ان پر قابو پا لیا تو ان کو جتنی بھی سخت سے سخت سزا دی جاتی تو وہ روا تھی لیکن نبی اکرم ﷺ کی امن پسندی اور صلح جوئی اور رحمت و شفقت انسانی کی عجیب شان اور خلق ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو یہاں سے امن و سلامتی کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دی اور رحمت و عنایات خسروانہ کا عالم یہ تھا کہ یہ بھی اجازت دی کہ جو سامان بھی لے جانا چاہیں لے جائیں سوائے اسلحہ کے اور ہتھیاروں کے۔ یہود نے اس جود و کرم سے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ اپنے گھروں کے دروازے تک اکھیڑ کر چھ سو اونٹوں پر سامان لاد کر لے گئے اور اپنی فطرت کا مظاہرہ یوں کیا کہ جو سامان ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے وہ پوری کوشش کی کہ ضائع کر دیا جائے چنانچہ اپنے گھروں کی چھتوں اور دیواروں کو منہدم کر دیا تاکہ مسلمانوں کے کام نہ آسکے۔

ان کی جلاوطنی کے بارے میں لکھا ہے کہ: جب یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو سواری کے اونٹوں پر سوار کیا اور بقیہ اونٹوں پر سامان لادنے لگے تو ان کے اس انداز سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں جلاوطن ہونے کی کوئی پریشانی یا ندامت نہیں حالانکہ ان کے سینے آتش کدے بنے ہوئے تھے لیکن ظاہر یہ کر رہے تھے کہ ان کو کوئی پرواہ نہیں۔ لوگوں کو یہ تاثر دے رہے تھے کہ ہم خوش و خرم یہاں سے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی عورتوں کو بناؤ سنگھار کر کے اونٹوں پر سوار کیا ہوا تھا اور ساتھ گانے باجے پر ان کی کنیزیں ناچ بھی رہی تھیں۔ یہ لوگ اپنے مال و ثروت کو لوگوں پر عیاں کر رہے تھے تاکہ لوگ ان پر رشک کریں۔ ان کے جانے کی کیفیت یہ تھی کہ نغمے الاپے جا رہے تھے شہنائیاں بج رہی تھیں اشتعال انگیز اشعار زبان پر تھے اور رقص کیا جا رہا تھا لیکن رسول اکرم ﷺ نے ان کی کم ظرفی کو نظر انداز کر دیا۔ اگر ان کا واسطہ کوئی دوسری قوم سے پڑتا تو شاید انہیں ستر پوشی کے لئے کپڑا بھی نہ دیا جاتا لیکن آنحضرت ﷺ کا عفو اور آپؐ کی رحم دلی تھی جس نے کوئی ان کی پرواہ نہیں کی۔

بنونضیر کا نیا مسکن کہاں بنا؟ اس بارے میں لکھا ہے کہ اکثر نے خیبر کا رخ کیا۔ خیبر مدینہ منورہ سے تقریباً چھیانوے میل دور ہے اور یہ جزیرہ نما عرب میں پناہ گزین یہود کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اس میں مسلح جنگجوؤں کی تعداد دس ہزار تھی۔ علاوہ ازیں وہاں یہود کے بہت سے قلعے بھی تھے اور یہ علاقہ زرعی دولت سے مالا مال تھا۔ چنانچہ جب بنونضیر کے لوگ خیبر چلے گئے تو وہاں یہود کی طاقت و قوت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ خیبر میں قدم رکھتے ہی بنونضیر کے لوگوں نے بڑی سہولت کے ساتھ اپنے آپ کو سیادت و قیادت کے منصب پر فائز کر لیا اور اس کے نتیجہ میں خیبر مسلمانوں کے لئے بڑا جنگی محاذ بن گیا۔

بنونضیر میں کچھ انصاری مسلمانوں کے بیٹے بھی تھے جسکی وجہ یہ تھی کہ اگر کسی انصاری عورت کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی تو اسلام لانے سے پہلے ان میں یہ دستور تھا کہ وہ عورت یہ منت مان لیا کرتی تھی کہ اگر اس کا بیٹا زندہ رہا تو وہ اس کو یہودی بنا دے گی چنانچہ ایسے کئی لوگ تھے جو انصار کے بیٹے تھے مگر وہ یہودی بنا دیئے گئے تھے۔ جب بنونضیر کے لوگ جلاوطن ہونے لگے تو ان لڑکوں کے باپوں نے کہا کہ ہم اپنے بچوں کو ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ لیکن چونکہ انصار کا یہ مطالبہ اسلامی حکم لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کے خلاف تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے خلاف اور یہودیوں کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہودی ہے اور جانا چاہتا ہے ہم اسے روک نہیں سکتے۔

بنونضیر سے حاصل ہونے والا مال مال فئے تھا۔ مال فئے وہ ہوتا ہے جو کفار سے جنگ کے بغیر حاصل ہو جائے۔ اس مال میں سے مال غنیمت کی طرح خمس نہیں نکالا جاتا بلکہ سارے کا سارا مال رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہوتا تھا تاکہ آپ ﷺ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں۔ انصار کا عجیب قابل رشک محبت اور ایثار کے اظہار کا نمونہ بھی ہمیں یہاں ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مال فئے تقسیم کرتے وقت تمام انصار کو اکٹھا کیا اور مہاجرین کے ساتھ ان کے حسن سلوک کا تذکرہ فرمایا اور پھر انصار کو مخاطب کر کے فرمایا:

اگر تم چاہو تو بنونضیر سے حاصل شدہ مال فئے تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ اس صورت میں مہاجرین تمہارے گھروں پر قابض اور مالوں کے مالک رہیں گے۔ اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں مال فئے مہاجرین میں تقسیم کر دوں اس صورت میں وہ تمہارے دیئے ہوئے گھروں سے نکل جائیں گے۔ اس پر حضرت سعد بن عبادۃ اور حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا کہ ہمارے اموال ان کے پاس رہنے دیجئے اور بنونضیر کے تمام اموال بھی ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم کر دیں۔ آپ ﷺ اس ایثار و قربانی کے جذبے کو دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے اور فرمایا اے اللہ انصار پر اور ان کی اولادوں پر رحم فرما۔ نبی کریم ﷺ نے اکثر اموال مہاجرین کی جماعت میں تقسیم فرما دیئے۔ انصار میں سے صرف دو تنگدست صحابہ کو اس مال سے نوازا گیا اور وہ حضرت سہل بن حُنَیف اور حضرت ابودجانہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو ابوحقیق کی تلوار عطا کی۔ اس تلوار کی بڑی شہرت تھی۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں غزوہ بنونضیر کا ذکر ختم ہوا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ دوسرے غزوات کا ذکر ہوگا۔ فرمایا: پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعائیں جاری رکھیں وہاں کے حالات کی بہتری کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ وہاں کی عمومی امن و امان کی حالت کو بھی بہتر کرے اور احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ دنیا میں مسلمانوں کی عمومی حالت کے لئے بھی دعا کریں۔ یہ لوگ بھی زمانے کے امام کو مان کر اپنا وقار دوبارہ حاصل کر سکیں۔ دنیا میں عمومی صورتحال جو جنگ کی بن رہی ہے اس کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی اور ہر معصوم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad